Title - MAZAMEEN RAFI

Creator - Nawab Kalb Ali Khan Nawab.

Publisher - Taj Al Mataba (Rampur).

Date - 1301 H

Pages - 122

Subject - Urdu Shayari - Dawaween

خلق الانسان علمہ البیان
الحمد للہ کہ این سرامد شاہدان معانی بدیع سے
نواب کلب علیخان صاحب بہادر
مضامین رفیع
بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظہ اللہ عن المفاسد والشرور
در مطبع تاج المطابع جلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد سی آغاز ہی دیوان پنجم کا
نہو دنیا مین کیونکر غلغلہ میری تکلم کا

کچھ ایسا مست تھا ہرگز نہ سمجھا کیف وحدت مین
کہ دعوی حمد کا ہی ناپیدا دریای قلزم کا

مگر موزون کرون کچھ نعت مین اوس ذات اقدس کی
کہ جس سی ہو عطا مجکو لقب طوطی تکلم کا

محمد سرور کونین جسکی راہ کی ذری
دکھاتی ہین ہمین سی نسبت ماہ و انجم کا

مسیحا ہی قلم توصیف سی اوس شان عیسی کی
صریر کلک مین اعجاز پھر کیونکر نہو قم کا

درود و رحمتِ حق آل اور اصحاب پر اوسکی — دہانِ یار سی ہی سلسلہ جنبک تبسم کا
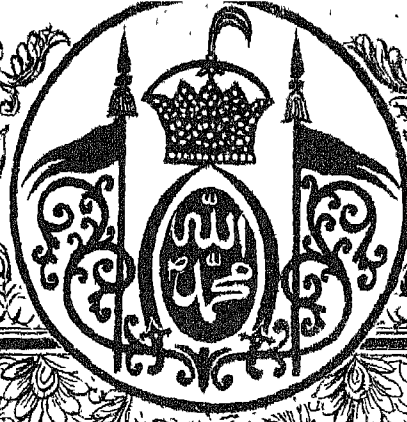
غزل اک عاشقانہ اور بھی نواب موزون کی

زمین و آسمان تک شور ہو جسکی ترنم کا

سوم کی ہو چکی مجلس یہین ہی ہی مگر چہلم کا — بڑہا و سوگ کیون روتی ہو وقت آیا تبسم کا

اوسینی ہای شرمندہ کیا اللہ کی آگی — بھروسا تھا ہمین مدتسی اپنی حسنِ تظلم کا

دمِ وصلت نہ گھبراہٹ سی نکلی بات بھی پوری — لبِ شیرین سی کیا کیا شور تھا اوس وقتِ تکلم کا

بگڑتی ہین جو تصویر اونکی سینی سی لگاتے ہین — فلاطونسی بھی مشکل ہی علاج ایسی توہم کا

رقیبونسی وہ ملتی ہین فلک کیا ہو گیا تجکو — نہین ہی وقت یہ ظالم تری لطف و ترحم کا

سُنا ہی حشر مین ہووےگا یہ عالم درہم و برہم — خراباتی ہون مجکو غم ہی اپنی شیشہ و خم کا

نہ آئی وہ کبھی بھولی سی بھی بیمار خانی تک ۔ کہ جان بخشی ہی شیوہ اوس مسیحا کی تکلم کا

ذرا تو رحم کہانا عاشقون پر سوچ کچھ ظالم ۔ وگرنہ بگڑیگا نقشہ ابھی افلاک و انجم کا

جفا پر جسکی ای الفت اب لاکھون جان دیتی ہین
ستم ہوتا جو آتا اوسکو کچھ شیوہ ترحم کا

۳

نواب وہ جو کبھی مین کل تک امام تھا ۔ مینا بغل مین ہاتھ مین آج اوسکی جام تھا

دیتی تھی غیر کو بھی الہی شب فراق ۔ وصلت کی رات کا جو یہی انتقام تھا

حیرت کی جا نہین ہی ہی گر نامہ بر ۔ آتا تو دل مین سوچ کیہ کسکا پیام تھا

کیون موت آئی ہائی شب غم مین الجدا ۔ وعدہ وصال کا تو یہان صبح و شام تھا

صد حیف اوسکو خاک کیا تونی ای فلک ۔ جو دل کہ درد عشق بتان کا مقام تھا

وہ خانۂ رقیب مین مست خرام تھا		اوسدم آئی ہی قیامت کہ جسگھڑی

جنبش تھی لب کو نزع مین نواب کی مگر
کلمی کی جا زبان پر اوسکا ہی نام تھا

منہ دیکھتی ہین وہ آرسی کا — سوجھا مجھی وقت دل لگی کا

یارب وہ خیال مین نہ آئی — آیا ہو خیال گر کسی کا

چپ ہو گئی سنکی میری فریاد — ہی وقت یہی تو خامشی کا

ظاہر مین تو پیاری پیاری باتین — دل مین ہی مزہ ستمگری کا

میری ہی عدو کی ساتھ چلنا — مجھسی ہے سوال ہمرہی کا

جنت مین کہان ہی عیش جاوید — جھگڑا ہی وہان بھی زندگی کا
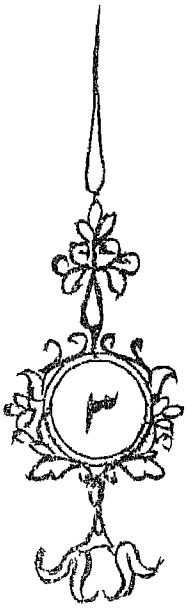
بکھری ہوئی زلف نے بتایا	رتبہ ہی بلند برہمی کا
گھبرا کی گئی وہ میری گہر سی	گھر ہو برباد بیکسی کا

دل لیکی وہ ہنس رہی ہین یون آپ
رونا ہی مجھی تو اس ہنسی کا

سینی پر آکی ہاتہ نہین کوئی دہر گیا — اوٹھا جو دل مین درد تو پہر یون ٹھہر گیا ۵
اب وہ غرور بادِ صبا کا کدہر گیا — گیسو تو رخ پہ اور بگڑ کر سنور گیا
برباد گو جہان ہوا ایک آہ مین — پر شکر ہی کہ نالہ تو بی اثر گیا
دل کی خبر ہی آج نہ کچہ جان کی خبر — شاید سوِ رقیب کوئی نامہ بر گیا
آیا نہ ایکدن بھی مری گھر وہ ہای ہای — مین جسکی جستجو مین رقیبونکی گھر گیا

آتا ہون بزم مین تو نہین پوچھتا کوئی
جاتا ہون جب تو پوچھتی ہین وہ کدھر گیا

تا حشر ہمکو ہجر مبارک رہی کہ آج
وعدی وصال کی وہ قدمبوسی کر گیا

حسرت اوسی سی پوچھیی اوس نامراد کی
آغازِ عشق مین جو تری غمسی مر گیا

فکرِ شبِ فراق سی آیا نہ چین ہای
ہمکو تو روزِ وصل بھی غم مین گذر گیا

ہی اعتبار ابھی تو ہمین اوسکی عہد پر
پر کیا کرینگی گر وہ اداسی مکر گیا

رشکِ رقیب نی وہ خبر لی کہ کھو گیا
محفل مین اوسکی مین جو کبھی بیخبر گیا

نواب اوس سی قتلِ جہانکی امید کیا
جو وقتِ وصل دلکی تڑپنی سی ڈر گیا

خلوت تھی اور خوفِ عدو بھی وہان نتھا
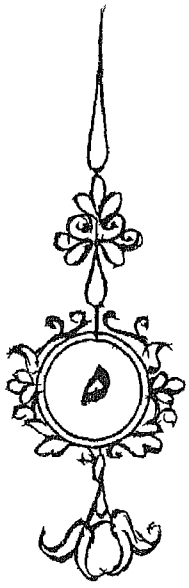
بوسی تو لیتی ہم مگر اونکی دہان تنہا

یہ محوِ ذوقِ دردہوی ہم کہ اب ہمین

کچہ یاد بہی نہین ہی کہان تہا کہان تنہا

برقِ بلا گری بہی تو اوس باغ پر جہان

اک میری آشیان کی سوا آشیان تنہا

محفل مین رونقی دیکہی مجہکو تری سوا

وہ کون اب شر ہی جو گرمِ فغان تنہا

تم سمجہی بزمِ غیر مین نیند آگئی مجہی

تہی بیخودی وہ موت کی خوابِ گران تنہا
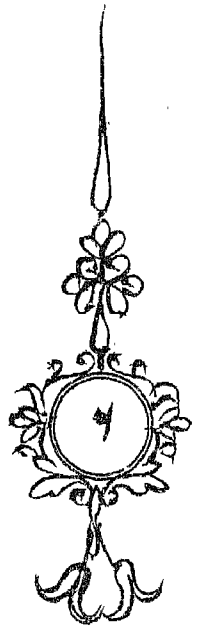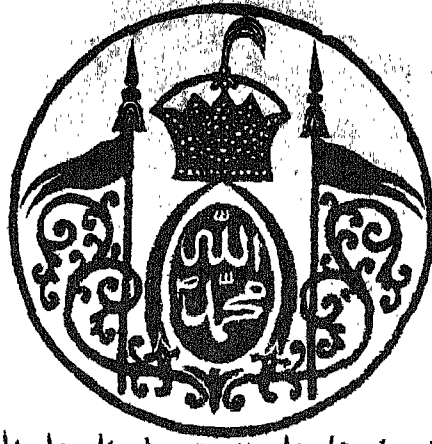
محشر ہوا وصال مین ہونی سی صبح کی

گویا صدای صور تھی شورِ اذان تھا

کیا میری بعد مرگئی اغیار بھی کہ آج

نیزی پر اوسکی کوئی سرِ خونچکان تھا

چاہت سی غیر کی وہ مجھی آزماتی ہین

اس سی زیادہ اور کوئی امتحان تھا

یارب وصالِ خسرو و شیرین ہو جہان

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان تھا

تھا محوِ سجدہ کعبی مین نواب تو جو آج

کمبخت کیا تری لیے وہ آستان تھا
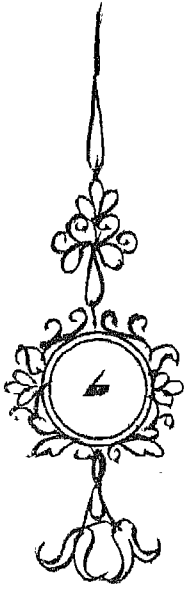
دی عمر ابد اوسکو بہلا کیا یہ محل تھا | بسمل تو ترا ہای طلبگار اجل تھا

جب خالق اکبر نے بنائی تھی تری شکل | ہنگامہ عجب چار طرف روز ازل تھا

آئی ہین وہ ہمراہ عدو بہر عیادت | پوچھو تو ذرا اون سی کہ یہ کوئی محل تھا

تھی ساتھ لگاوٹ کی رکاوٹ بھی شب وصل | تیوری ہین کبھی اور کبھی لطف مین بل تھا

بوسونکی ہوس شوق ہم آغوشی محبوب | دیکھا تو شب وصل مین بھی طول امل تھا

افسوس کہ پامال کیا تونی اوسیکو | جو دل کہ تری چاہنی والون مین مثل تھا

کیونکر کہون تھا دلکو مری پہلی کچھ آرام | جو آج مصیبت ہی یہی صدقۂ کل تھا

نشی سے می ناب کی نواب ریائی
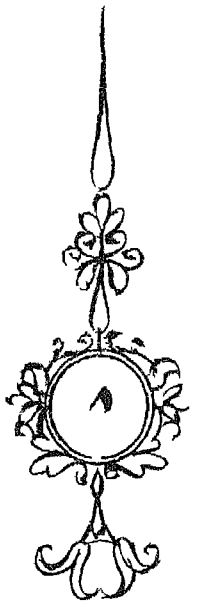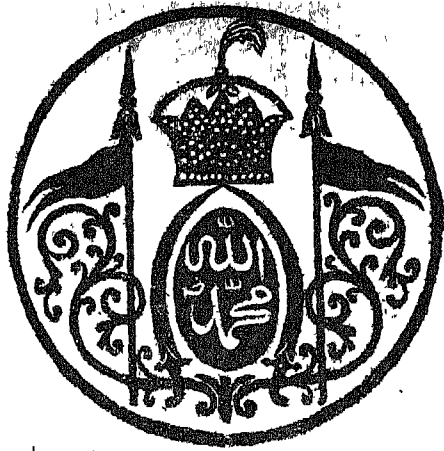
تہا مست تو مصحف بہی مگر زیر بغل تہا

قاصد جو ہوا تہا مری تقدیر سی پیدا ‏ ‏ دم بھر مین مٹا ہی تری تحریر سی پیدا

قتل اوسنی کیا مجکو تو بوسی کی ہوس پر ‏ ‏ تعزیر ہوئی پہلی ہی تقصیر سی پیدا

آجای قیامت نہ کہین وقت سی پہلی ‏ ‏ ہوتا ہی یہی نالہ شبگیر سی پیدا

جب ذبح وہ کرتا ہی تو احسنت کی آواز ‏ ‏ ہوجاتی ہی ہر نعرۂ تکبیر سی پیدا

دیوانی کو اپنی جو وہ پہناتی ہین بیڑی ‏ ‏ شیون کی صدا ہوتی ہی زنجیر سی پیدا

عقدی نہ کہلینگی مری تقدیر کی کشش ‏ ‏ ہی صاف یہ اوس زلف گرہگیر سی پیدا

کیا سوچتی ہو طرز جفا تم کہ یہان تو ‏ ‏ ہین لاکہ سزائین مری تقصیر سی پیدا

جلکر یہ دعا مانگی ہی کسنی کہ فلک پر ‏ ‏ آثار قیامت ہوی تاثیر سی پیدا
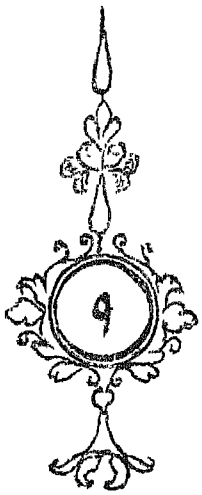
مُنہ خود وہ دکھائی تو خدا جانی ہو کیا شکل	سو فتنی ہین جس شوخ کی تصویر سی پیدا

تا حشر ترستی رہی نواب وفا کو

ہرگز نہوئی یہ کسی تدبیر سی پیدا

۹

انجان بنکی ہمکو تو حیرت سی دیکھیا	آئین جو غیر اونکو محبت سی دیکھیا
ہنسنا غضب وہ ناز و ادا سی شب وصال	مُنہ پھیر کر ستم وہ شرارت سی دیکھیا
بزم عدو مین میری طرف دیکھنا ضرور	یون گر نہ دیکھو تو کسی حکمت سی دیکھیا
مرقد مین جاک ہوگئی ہم جن کی جو سی	اب ہاتھ اوٹھاتی ہین وہ عدو الفت سی دیکھیا
آئینہ دیکھکر نہو مغرور حسن پر	بدلی گی شکل اور ہی عبرت سی دیکھیا
ہین آون بزم مین تو جلانی کو غیر کی	گو جی نچاہی تو بھی شرارت سی دیکھیا

نواب مجکو یاد رہیگا تمام عمر
تیرا دمِ اخیر وہ حسرت سی دیکھنا

۱۰

کسینی میری شبِ ہجر کا جو نام لیا
تو گردشونسی ملک نی فلک کو تھام لیا

ازل سی وصل رہا اور اب ہوئی فرقت
فلک نی سوچ کی مدت مین انتقام لیا
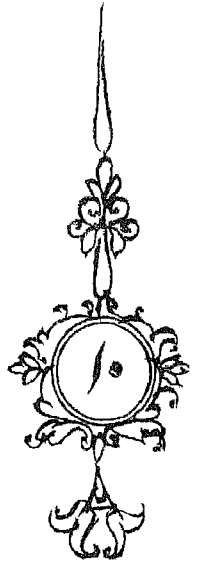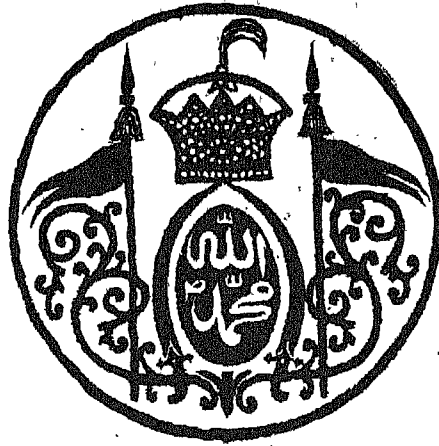
دمِ نصیحتِ ناصح مین جب سی ڈرتا تھا
وہی ہوا کہ تمھارا پھر اوسنی نام لیا

نصیب کھل گئی مستی کی اوسکی زاہد
جب اوسکی ہاتہ سی محفل مین مینی جام لیا

بلاسی موردِ بیداد مین ہوا لیکن
مجھی خوشی ہی کہ اوس بت سی کچھ تو کام لیا

پھسل چلی تھی تجھی دیکھکر قضا کی قدم
ازل مین پر مری رشک و حسد نی تھام لیا

مجھی یہ سوچ ہی نواب ہائی کیا ہوگا
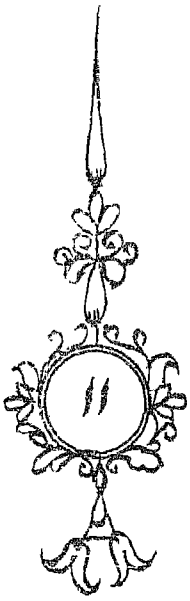
خدائی حشر مین اوسکا کہین جن نام لیا

ظلم و بیداد شیوہ ہو جن کا || وہ پتا پوچھین میری مدفن کا

جسکو روزِ فراق کہتی ہین || حشر بھی نام ہے اوسی دن کا

سب صفای بدن سی ظاہر ہی || حال مجہپر تمہاری باطن کا

نام اونکا مٹے تو نام بھی ہو || ہر گھڑی نام لیتی ہو جن کا

جورِ عشاق کی ہو فکر کچھ اور || روز مرنا تو شیوہ ہی ان کا

طپشِ دل سے ابتو ہو یہ حال || نھین آتا ہے نام ساکن کا

نہ کرو ناز نوجوانی پر || ڈہونڈہ لائینگی ہم اسی سن کا

صاف دل ہونگی پہلی ہی نواب
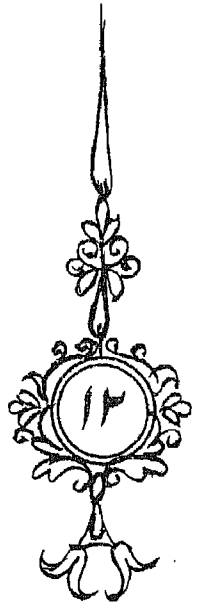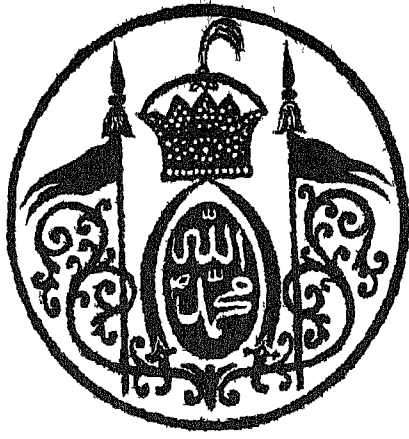
اب تو شہرہ ہی سے اپنے باطن کا

نہ اوسنے کسی اور بسمل کو دیکھا	۱۲	جو دیکھا تو بس میری ہی دلکو دیکھا
خدا جانے کس پاس سے جان نکلی		کہ رقت ہوئی میںنے قاتل کو دیکھا
ہجوم بلا بھی نہ ایسا کہیں ہو		عجب رنگ پر اوسکی محفل کو دیکھا
شب وصل کیون سینے پر ہاتھ رکھا		نہ پہلو میں تھا دل تو کیون دلکو دیکھا
تری دست نازک کو کیا کچھ کہی گی		اجل نے اگر تیری بسمل کو دیکھا
نہی سرنوشت اپنی پڑہنے کی قابل		عبث ہمنے اوس نقش باطل کو دیکھا
وہ آئینہ دیکھین تو انسا مین پوچھون		کہو کیونکر اپنے مقابل کو دیکھا
بر غیر سے قبر پر کھینچ لایا		مری پر بھی اس جذب کامل کو دیکھا
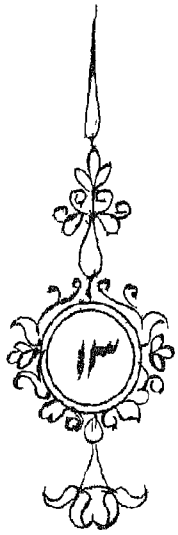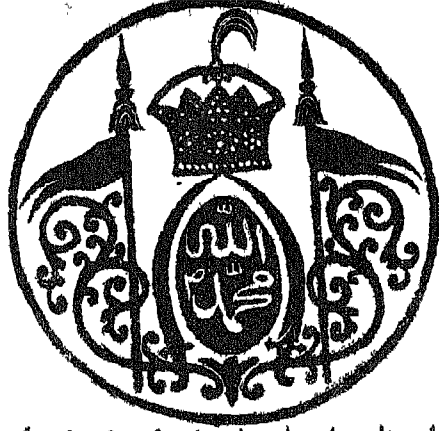
خدا جانی نواب تھا یا عدو تھا

تری در پر آج ایک سائل کو دیکھا

۱۳

کہتی ہو تجھکو سوچ نہیں کچھ مآل کا
سچ ہی یہی جواب ہی میری سوال کا

جو چاہو وہ کرو کہ جفای سپہر ہی
اب حوصلہ نہین ہی کسی احتمال کا

رہتا ہی مدتونسی دلِ سخت مین تری
مجھسی تو بڑھ کی تر ہی میری خیال کا

صبح شب وصالِ عدو بیخودی تو دیکھ
خود پوچھتا ہون تجھسی سبب انفعال کا

ہنگام لطف تھوڑیسی بخشش بھی ہی ضرور
تا ذائقہ نہ بھولون مین رنج و ملال کا

مشرک سمجھ نہ عشق بتان مین مجھی فقیہ
بندہ ہون مین بھی ایک قد ہشیال کا

کسکا ہی زخم دل مین ذرا دیکھ چارہ گر
کمبخت تجھکو سوچ ہی کیون اندمال کا

دو ہی شکایتون مین اوسی بت بنا دیا	قائل نہ کیون رقیب ہو میری کمال کا

بیچین ہو کی قصۂ نواب پر کہا
یہ تذکرہ تو ہے اوسی شوریدہ حال کا

۱۴

رشکِ دشمن سی جو تھا خم لبریز ہوگا	زہر تو فرقتِ جانان مین میسر ہوگا
دشمن جان سہی اندیشۂ وصلت لیکن	یاسِ فرقت سی تو سو مرتبہ بہتر ہوگا
دل سی باہر بھی حیا سی جو نہ آیا ہو کبھی	ہمرہِ نعش وہ سر کھولی مقرر ہوگا
ان نصیبون مین تو جز ہجر نہین کچہ یارو	وصل کی واسطی کیا اور مقدر ہوگا
مر گیا ہین تو مگر جیتی جی تجہپر مرنا	پیچ ہے تا اب بھی نہ ظالم تجھی باور ہوگا
وصل کا دن جو بھی ہی تو نہین ہی کچہ غم	شورشِ دل سی بہت مرتبہ محشر ہوگا
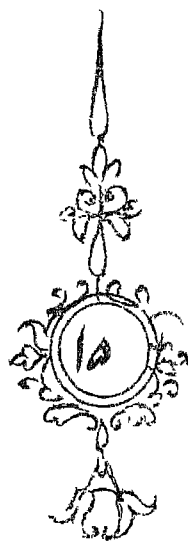
بجگینۂ قتلِ جہان سی نہ خجالت ہو جسے
میری مرنی سی پشیمان وہ کیونکر ہوگا

بدگمان سی پئِ تسکین نہ منگائی تصویر
گر سمجھتی کہ او سی شکوۂ ہمسر ہوگا

لطفِ تعزیر ہی تو جرم کی جا نواب
آخر اس دھر میں کوئی تو ستمگر ہوگا

۱۵

رحم آیا او نھیں غضب ہوگا
نہوا تھا جو کچھ وہ اب ہوگا

ہجر میں مرگ اس قدر سی نہ آ
غیر بھی ورنہ جان بلب ہوگا

جب ڈراتا ہوں حشر سی اونکو
ہنس کی کہتی ہیں پھر وہ کب ہوگا

زندگی کی جو سو طرح تھی ہیں
موت کا بھی تو کوئی ڈھب ہوگا

لطف تو غیر پہ ہی ضد سی مری
رنج کا کونسا سبب ہوگا
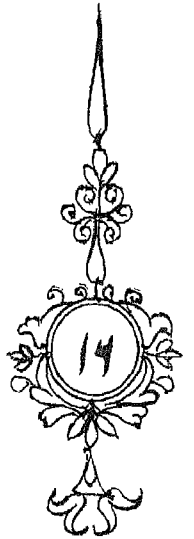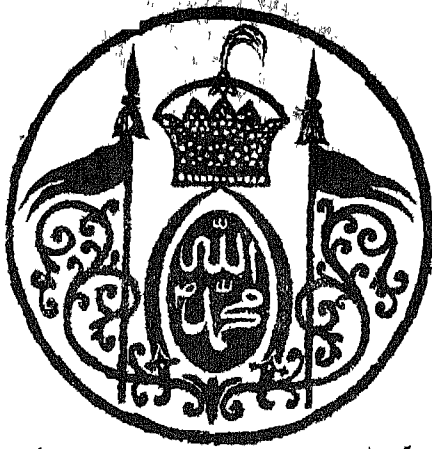
ہجر میں چارہ جو کی کیا پروا
درد تو دل میں روز و شب ہوگا

عیش سوگند کھائیگا اوسکی
جسکو تیرا غم و تعب ہوگا

ہیں جو یہ لذتیں جدائی میں
وصل ہوگا تو کیا غضب ہوگا

بوالہوس کہتی ہو جسی شاید
یہی نواب کا لقب ہوگا

ردیف بای موحدہ

١٦

کیا جانی کہاں کرتی ہیں وہ جلوہ گری اب
دیتی ہی نہیں کوئی خبر بیخبری اب

گیسو سحر وصل بکھر کر ہوئی آفت
مشاطہ بنی تیری نسیم سحری اب

سنتا ہوں کہ مانگی ہیں رقیبوں نے دعائیں
یہ سچ ہی تو لی جلد خبر لی اثری اب

قاصد تو سبھی قتل ہوی تیغ ستم سی
کسکو یہ غرض ہی جو کری نامہ بری اب

کیون فکر ہی عشاق کی تمکو کوئی دم مین
یہ قافلہ ہوتا ہی یہان سی سفری اب

کل تک تو لرزتی تھی فلک خوف سی جنکی
کیا رنگ دکھاتی ہی مری نوحہ گری اب

پہلی تو بہت شہرۂ آفاق تھی ہم بھی
رسوائی محبت ہاین کہان ناموری اب

وہ آئی ہین قسمت سی مری بہر عیادت
لینی دی ذرا چین تو درد جگری اب

دنیا مین نہ سمجھی تھی مگر بعد فنا کی
دیکھی ہی عدم مین نی نازک کمری اب

نواب فسون پڑھتی ہو کیا خیر ہی سنبھلو
دیوانہ بناتا ہی کوئی رشک پری اب

ردیف بای فارسی

آئی ہین جب منفعل ہوکر کسی ہمسر سی آپ
پھر مجھی کیون دیکھتی ہین اس تیوری سی آپ

جذب دل ہوتا تو لاتا میری ہی گھر کھینچ کر
خود ہی گھبرا کر نکلجاتی ہین اپنی گھر سی آپ

ہین نہین تو میری ہمسر سیکڑون موجود ہین
ہاتھ اوٹھائی بیٹھی ہین کیون اس خنجر سی آپ

کون گردن پر اوٹھائی بار احسان کا
ہم کہینگی حال اپنا داور محشر سی آپ

نعش دروازی پر آئی ہی کسیکی سیر ہو
ایکدم کی واسطی نکلین تو اپنی گھر سی آپ

اوٹھ رہی ہین شعلی حسرتون کی بار بار
دور ہی بیٹھین دم آہ جگر سی اپنی آپ

اپنی قسمت کو بتائین کیا کہ ہی یہ کیسی
پوچھتی یہ بھی ہماری شومی اختر سی آپ

ہمتو بھی تھی ہین گی میکدی مین خم کی خم
تشنگی گھبرا گئی بس ایک ہی ساغر سی آپ

گر نہین نواب سی کوئی علاقہ ہی تو پھر

پوچھتی پھرتی ہین اوسکا نام کیون کثرت سی آپ

ردیف تای قرشت

۱۸

غیر پھرتی ہین عبث روز تری گلیان بہت
ہم تو خود چاہ کی تجکو ہین پشیمان بہت

سو نگہ کر داغ کی بو دل کو سب اکھتی ہو
ایسی ہی دلمین بھری ہوتی ہین ارمان بہت

ہای کیون وعدہ لیا تھا کہ ہر اک محفل مین
دیکھکر مجھکو وہ ہوتی ہین پشیمان بہت

جا نہ بت ہاین نہوتا جو سبہ کا جلوہ
کافر اس طرح نہو جاتی مسلمان بہت

نازہی اونکو عبث کھری ہی فغفور نہیں
انسی بھی بڑہ کی ہین دنیا مین نشان بہت

اب یہ سمجھی کہ نہین اس سی کوئی فن دشوار
پھلی ہم جانتی تھی عشق کو آسان بہت

ہمسی انا تو زمانی مین نہین پر ہم
تیری ہی سامنی بن جاتی ہین نادان بہت
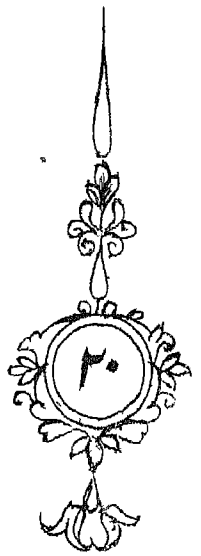
۲۰

یاد رکھنا شب غم کی بھی مصیبت نواب
جب نظر آئین کبھی وصل کی سامان بہت

ردیف جیم عربی

١٩

موت سی مجھسی تھی لڑائی آج ‫ ‫ تجھسی کیون ہوگئی صفائی آج

می و مینا ہی جام و ساقی ہی ‫ ‫ کیون نہو میری گھر خدائی آج

کل وہی پھر کدورتین ہونگی ‫ ‫ کیا ہوا گر ہوئی صفائی آج

جلد آجا اجل کہ غیرون سی ‫ ‫ ٹھہرنا ہی قسمت آزمائی آج

کل بسر ہوگئی تھی مر مر کر ‫ ‫ ہائی پھر ہی شب جدائی آج

آئینہ دیکھتی ہی لوٹ گئی ‫ ‫ دیکھ لی شان کبریائی آج

بخت بد پر مری تکیہ ہے ۔۔ غیر کرتا ہی رہنمائی آج

پاؤں میں میری لگی ہیں مہندی ۔۔ رنگ لاتی ہے برہنہ پائی آج

کچھ اثر آگیا ہے آہوں میں ۔۔ شکوہ کرتی ہی نارسائی آج

مٹ گیا کیوں مرا خطِ تقدیر ۔۔ کسکی در پر تھی جبہہ سائی آج

فکر وحشت کی کبھی تو کچھ کر لو ۔۔ ہی جو مدنظر رہائی آج

وہ بھی ہے طالبِ دعا نواب

کام آتی ہے پارسائی آج

ردیف حا

دل ہی بھلا ہیں قتل کی دستور طرح ۔۔ ۲۰ ۔۔ تعزیر دینی سی ہوں وہ معذور کس طرح

زلفیں ہٹا دو چہرۂ پر نور سے ذرا | دیکھیں پھر آ گئی ہے شبِ دیجور کس طرح

مہلت تڑپنے سے نہیں ملتی ہے اک دم | بھرتی پر آئیں پھر مری ناسور کس طرح

پیدا ہی جب کیا نہیں روزِ وصال کو | یارب شبِ فراق ہو کافور کس طرح

جب حسبِ مدعا نہ ملا ایک بت یہاں | جنت میں پھر ملے گی بھلا حور کس طرح

ہنسنے سے ایک دم جسے فرصت نہ ہو کبھی | آئیں پھر اوس کو رونے کی دستور کس طرح

مجھ سا شرابخوار ہی باقی جہان میں

نواب بابِ توبہ ہو معمور کس طرح

ردیف دال مہملہ

گئی ہے عرش بریں تک مری فریاد | ٢١ | کہ قدسیوں کی لبوں پر ہے ہر گھڑی فریاد

مرا ہی ضبط ہی جو منہ سی اُف نہین کرتا
وگرنہ کرتی ہین فرقت کی شب سبھی فریاد

تڑپ ہی جاوگی بس تھام کر کلیجی کو
جو نکلی منہ سی مری ناگہان کبھی فریاد

مری فغان مین کہان یہ اثر جو تڑپا دی
سنی ہی تمنی مقرر رقیب کی فریاد

اثر تک آہ عدو کو جلو مین پہنچوگا
کری گی گر مری قسمت سی کچھ کمی فریاد

سناؤنگا مین خدا کو بھی کس کی حسرت سی
جو روز حشر مجھی یاد کچھ رہی فریاد

خدا کی واسطی خاموش اب تو ہو بلبل
کہ ہی زمین سی تا آسمان تری فریاد

ازل مین ہوگئی بیخود کسی کی جلوی سی
وگرنہ کرتی ہم اللہ سی کبھی فریاد

یہان جو چاہو وہ کہلو مگر یہ جانون
کہ پیش حق بھی کہو بس سنی سنی فریاد
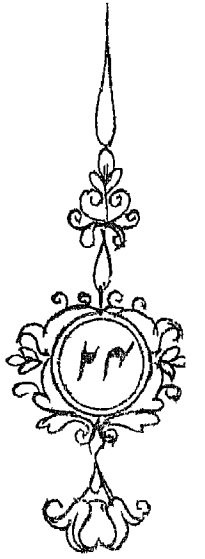
بتاؤ غیر کی آواز ہمنشینون نی
جو دور سی کبھی اوسنی سنی مری فریاد

یہ روز وصل تو اسکی لیی نھیں بیتاب
شب فراق مین کمبخت کیون نہ کی فریاد

۲۲

مدت مین جو بہول کر کیا یاد
لی لی مری دل سی تمنی کیا یاد

بہولی ہو جو سب کچہ اسگہری تم
آئی ہی نئی کو ئی ادا یاد

ہنگام وصال صد نہ ہجر
کہتا مگر ایک بھی نہ تہا یاد

بن ٹہن کی وہ آتی ہین تو مجکو
آتا ہی اوسگہری خدا یاد

اس مین بھی کمی ہو تو ستم ہی
مدت مین تو آئی ہی جفا یاد

شرماتی ہین دیکہکر وہ ہمکو
کیا جانی آگیا ہی کیا یاد

تہوڑی ہی دنو نکی لعبد ظالم
آئی گی بہت مری وفا یاد

اتنا بھی نہ بھولنا کہ ہمکو　　آجای کوئی ترے سوا یاد

میری بھی ہی ذہن مین وہ نواب
ہی چرخ کہن کو جو بلا یاد

ردیف رای مہملہ

جب دلکو ہوتی ہی نظر اوسکی وصال پر　　ہنستا ہون آپ اپنی خیال محال پر

ابروی یار پر نہیں گیسوی مشکفام　　دو ٹکڑی ہین سحاب کی گویا ہلال پر

آتا نہین جواب تو پھر اس سی فائدہ　　دیتی ہو گالیان مجھی کیون سوال پر

نوکِ مژہ نہ چھیڑ کہ بعد ایک عمر کی　　آئی ہین زخم دل کی ذرا اندمال پر

شرمندگی ہی غیر سی ملنی کی واہ واہ　　قربان لاکہ جان سی اس انفعال پر

کیا جانی کیف می مین کسی دیکھی ہین ہم
زاہد نہ بھی نظر ہی حرام و حلال پر

محشر ہوا تو آہ سے بدنام کون ہو
الزام رکھدین یہ بھی اوسی بت کی چال پر

وصلت وہان ہی غیر سی شرمندگی جہان
رحم آئی کاش اونکو مری انفعال پر

عاشق تو اوسکی ہم تھی کسیکا قصور کیا
عالم کو اوسنی قتل کیا احتمال پر

نواب اب اس آہ دمادم سی فائدہ
دل دیتی وقت کیون نہ نظر کی مآل پر

۲۲

ای خدا کیا مین کرون نخوتِ سکندر لیکر
مجکو دیدی مری دشمن سی مقدر لیکر

لطفِ مستی اوسی بد مست سے پوچھی کوئی
جسنی می پی ہو تری ہاتہ سی ساغر لیکر

صدقی کیونکر نہون سو جان سی اس امر پر
آئی ہین نازسی وہ قتل کو خنجر لیکر

بادہ نوشی سی ہی انکار بہت زاہد کو
سیر ہی ایسی مین آجای وہ ساغر لیکر

مجکو کیا خوفِ قیامت کہ مٹا ڈالا ہی
چشم فتان نی تری فتنۂ محشر لیکر

حسرتین جسمین ہین آفت کی بلا کی ارمان
ایسی دلکو تو وہ خوش ہونگی مقرر لیکر

ہای ری شوق شہادت کہ گواہی کی لیی
اپ آیا ہون تری سامنی محضر لیکر

کسکی وحشت کی تری کوچی مین ہی دہوم کہ آج
مرد و زن دوڑی چلی آتی ہین پتھر لیکر

قتل پہلی ہی کیا شوق شہادت نی مجھی
آپ اب آی ہین کیون نازسی خنجر لیکر

کل تو مایوس پھری تھی تری در سی نواب
آج پھر آتی ہین شکوونکی وہ دفتر لیکر

دی نزاکت نی الٰہی انھین رخصت کیونکر
مجکو حیرت ہی ہوئی وصل کی صورت کیونکر

خون چھپنا تو ہی آسان نہین تجھسی بگل
پر بتاو تو چھپی گی مری تربت کیونکر

بی بلای کوئی آتا ہی کسیکی گھر مین
ہو سکی تجھسی یہ جرات شب فرقت کیونکر

جسکو آغوش تصور مین بھی آنا ہو گران
مانع وصل نہو اوسکو نزاکت کیونکر

ضعف سی ہجر مین ہی سانس بھی لینا دشوار
لب تک آئی گی بھلا دلسی شکایت کیونکر

تم چلو تو سہی اٹھکیلیون سی چار قدم
دیکھون پھر آتی ہی دنیا مین قیامت کیونکر

وصل کا دن نہین جو عیش مین کٹ جائیگا
شب فرقت مین نہ آئیگی مصیبت کیونکر

ظالمون سی تو حذر کرتی ہی خلقت یارب
ایسی بیرحم سی دلکو ہوئی الفت کیونکر

ہچکیان آنیسی دم کو نہین فرصت اکدم
مرتی دم کرتی ہین اللہ وصیت کیونکر

ہمتو اک جلوہ رخسار سی بیہوش ہوی
راتدن دیکھتی ہین غیر وہ صورت کیونکر

دل نہ پھنستا تری گیسو مین یہ ممکن ہی نہ تھا
میری پہلو مین بھلا رہتی یہ آفت کیونکر

ہجر کا دن تو کٹا رنج و الم مین جون تون
اب بسر ہوتی ہی دیکھین شب فرقت کیونکر

وہ تو کہتی ہین کہ عاشق ہی نہین تو اون
اب یہ فرماو کرین اونسی شکایت کیونکر

رکھا ہی وصل اوسنی جو یوم النشور پر
کیونکر فدا ہون دلسی نہ آواز صور پر

آئی جو اوسکی گیسوی مشکین کی سامنی
بجلی گری غضب کی وہین کوہ طور پر

جب سی اوٹھا دی لنی ہین تعزیر کی مزی
کیا کیا ہین ناز شین مجھی اپنی قصور پر

محضر بنا ہی خط مری قاصد کی قتل کا
افشان ہی ساری خون کی بین السطور پر

میاکش ہون واعظو یہ ہوگا کہ حشر تک
بیٹھا رہون امید شراب طہور پر

دم بھر کی رنجِ ہجر سی اغیار مٹ گئی — اتراتی تھی وصال مین کیا کیا سرور پر

لکھتا ہی نامہ غیر کبوتر تو کیا کرین ہم — عنقا بھی ہو تو کاٹین گی اوسکی ضرور پر

خود داریونکی لذتین کیا جانی وہ بھلا — ہو ناز جس کو اپنی دلِ ناصبور پر

نواب جن کی زیست تھی روزی نماز سے
مینی سنا کہ مرتی ہین وہ ایک حور پر

ردیف زای معجمہ

ملتی ہین مجھکو تو بی جرم سزائین ہر روز — گھٹتی ہو دلمین عبث میری خطائین ہر روز

اتنی ہی لطفِ شبِ وصل ہون تو ہو تسکین — ہجر مین جتنی اوٹھائی ہین جفائین ہر روز

بی حساب اونکی ادائین ہین تو ای چرخ کہن — بیشمار آئین زمانی مین بلائین ہر روز

لائق جو رہی ہمنتو نہون اللہ اللہ
اور اداؤن کی فری غیر اڑائین ہر روز

حیف اوسی ہاتہ سی سر پیٹون شب فرقت مین
جسنی لی ہون تری چھری کی بلائین ہر روز

جو فرشتی کی بہی اسیکو گوارا نکرین
چاہتا ہون کہ وہ خود مجکو بلائین ہر روز

تیری کوچی مین خدا جانی ہی نواب کہ غیر
سنتی ہین پر وہان شیونکی صدائین ہر روز

ردیف سین مہملہ

۲۸

شکل امید آئی کیونکر اوسکی در کی آس پاس
یاس رہتی ہو ہمیشہ جسکی گھر کی آس پاس

ایک زخم دل ہی کم روتا ہی تو اے چارہ گر
سیکڑون ناسور ہین میری جگر کی آس پاس

اس تمنا مین کہ کہدی اونسی دو باتین مری
پھر رہا ہون مدتونسی نامہ بر کی آس پاس

ایک بھی جاتی نہین اوس تک جو نکلی کوئی کام	سب دعائین پھرتی رہتی ہین اثر کی آس پاس
گر لحد بنجای گی میری تو کیا ہوجای گا	سیکڑون مرقد ہین تیری رہگذر کی آس پاس
شوق لیجاتا ہی اوس محفل ہین مجکو او سگھڑی	ہوتی ہین جسدم رقیب اوس فتنہ گر کی آس پاس

بھول کر لیجای ای انور اب شاید اوسکی گھر
رہتی ہین اس آس پر ہم راہبر کی آس پاس

ردیف فا

۲۹

ٹھوکرین کہاتی ہین در پر جسکی سائل ہر طرف	ڈھونڈھتا پھرتا ہی کیون اوسکو مرا دل ہر طرف
ساری دنیا سی قیامت ہی الہی کیا کرون	بسمل تیغ جفا ہین اور قاتل ہر طرف
خط مرا دینا اوسی قاتل کو تو ای نامہ بر	جسکی در پر لوٹتی پھرتی ہین بسمل ہر طرف

بسملانہ ہم تڑپ کر سجدہ کرتی چار سو
کاش ہوتا کعبہ مین بھی کوئی قاتل ہر طرف

یاد اوسکی تیری دلمین ہی تو ہی گویا وہی
کھیلتی تو دوڑتا پھرتا ہی غافل ہر طرف

حرف ہی رشک عدو پر جا بجا گر گر کبھی
ہون حسینان جہان تیری مقابل ہر طرف

بوالہوس خواب سا دنیا مین دیکھا ہی نہین
چاہتا ہی جو بہین حورونکی محفل ہر طرف

ردیف قاف

کیون نہو رشک جو دیکھی ہی اکثر عاشق
٣٠
سوچ تو دل مین خدا ہی یہ پیمبر عاشق

پہلی عنقا تھی یہ معشوق و وفادار طرح
تم سلامت رہو اب ہوگئی گھر گھر عاشق

رو کی جب ہنی کہی اپنی مصیبت اونسی
ہنسکی کہنی لگی پھر کیون ہوئی ہم پر عاشق

یہ بدلنی کی نھین چیز جو بدلی کوئی | ہای لیجائین کہان اپنی مقدر عاشق

قتل کرنیمین کمی تمتو نھین کرتی ہو | قدرتِ حق ہی کہ ہوجاتی ہین جانبر عاشق

کوئی معشوق نھین عشق کی قابل یارب | اور جو چاہی انھین دینی بلی پر عاشق

دلبری کی بھی تو شیوی تمھین معلوم نہین | تم یہ کیا جانو کہ ہوجاتی ہین کیونکر عاشق

رنج دینی کی لیی میری مری اعدا اسی | اور تو کچھ نہ بنا ہوگئی انپہ عاشق

ابکی اللہ بچائی ہمین تو پھر نواب
مر بھی جائینگی تو ہونگی نہ کسی پر عاشق

ردیف کاف عربی

[illegible] سی حی اٹھتا نہ [illegible] کی چلمن ابتک | ۳۱ | بھلا آئی وہ کہین گھر سی اپنی [illegible] تک

دم بسمل نشاط عیش سمجھوں اوس تڑپنے کو
جو پہنچے خون کا قطرہ کوئی قاتل کی دامن تک

نہ آیا رحم اوسے دم بھی کسی کا فر ستمگر کو
تأسف کر رہی تھی حال پر جب میری دشمن تک

تغافل سے کسیکی آرزو ہی خاک ہونی کی
کبھی اے برقِ سوزان تو ہی آ میری نشیمن تک

ہدف تیر بلا کا ہو وہی انصاف کر ظالم
نہ جسکی جسم نازک مین چبھے نوک سوزن تک

کُھلا رکھی وہ شوخ بدگمان کسطرح دروازہ
کہین دیوار مین باقی نہ رکھا جسنی روزن تک

مریض ہجر انجم اب کیونکر تجکو ہم سمجھین
نہین آتی تری گہر سی کبھی آوازِ شیون تک

ردیف لام

جو تھا پہلو مین وہ تو چھین گیا دل ۳۲ مصیبت کی لیے ڈھونڈھون نیا دل

اسی تم اپنی زلفون مین چھپا لو — غضب ہوگا جو پھسلو مین ہا دل

بہت ہی ناز صانع نی کیا تھا — ازل مین جب بنایا تھا مرا دل

زمانی کی بلائین آئین لیکن — نہو یارب کسی پر مبتلا دل

ابھی ہم ڈہونڈہ لائینگی کہین سی — مچل کر آپ مانگین تو ذرا دل

مجھی کو منع کرنا بید لی سی — مجھی سی چھین لینا پھر مرا دل

عدم مین کیا قیامت ہوگی یا رب — رہا سینی مین گر بعد فنا دل

مگر جاؤ وہان بھی تو مین جانون — جو مانگون پیش حق روز جزا دل

یہ کون آیا مری ماتم مین نواب

کہ تھامی بیٹھی ہین اہل عزا دل

ردیف میم

۳۳

شبِ وصال جو بس مین ہماری آؤ تم
تمہین سے پوچھتے ہین کیا کرین بتاؤ تم

وہ فور یاس سے امید کوئی دل مین نہین
اسی سے حال مرادِ دلین جان جاؤ تم

شبِ فراق مین کیونکر چھپے مرا اخفا
یہ وصل غیر نہین ہے جسے چھپاؤ تم

ذرا سی آہ سے جسکی فلک لرزتا ہو
غضب ہو گر اوسے اچھی طرح رلاؤ تم

تڑپ کے جان ابھی دیتا ہون کیسی لذت سے
برای قتل ذرا ہاتھ تو اوٹھاؤ تم

ثبوت عشق تو ہو جائے گا ابھی مجکو
بلا سے غیر ہی کے واسطے ستاؤ تم

فلک کو حوصلہ باقی رہے نہ چلنے کا
خرام ناز سے میری یہان جو آؤ تم

وصالِ غیر سے انکار مین نہ مانونگا
بگڑکے کیسے ہی فقرے اگر بناؤ تم

نهین هی بس مین وه اوسپر یه نخوت ای نواب
ستم هی هو جو اوسی اپنی بس مین لاؤ تم

۳۴

یهی هوگا که خجل هونگی کچه اغیار سی هم
خوف کرتی هین عبث عشق کی اظهار سی هم

بیچو اسی هی کچه اسدرجه که صبح شب هجر
شکوی کرنیکی لیی آئی هین اغیار سی هم

جس سی تم خوش هو بتادو که تسلی کی لیی
دل لگا لین شب غم مین اوسی آزار سی هم

کونسا هی وه گنه قتل هی جسکی تعزیر
پوچهتی پهرتی هین ایک ایک گنهگار سی هم

تم تو نادان هو کیا جانو ستم هی کیا چیز
خیر اب جاکی ملین گی کسی هشیار سی هم

ناله و گریه و فریاد و حکایات وصال
دلکو بهلاتی هین غم مین انهین دو چار سی هم

نام اعدا یه نهین هی که جسی کوئی لی
بوسه دیدو تو ابهی لیتی هین کس پیار سی هم

نئی آزار ہین ہر لحظہ تجھی ای نواب
باز آئی تری ہر وقت کی تیمار سے ہم

ردیف نون

کہتی ہو کچھ نہین ہون مین دلبری کی فن مین ۳۵ دیکھو تو کتنی دل ہین گیسو کی ہر شکن مین

بوہی وہ بھینی بھینی پوشاک مین تمہاری خوشبو نہو گی ایسی ہرگز کسی دولہن مین

کوئی گواہ میرا محشر مین گو نہین ہی کچھ خون کی تو بوہی یارب مری کفن مین

حال شب جدائی معلوم کچھ نہین پر اک آگ سی لگی ہی ہر وقت تن بدن مین

دل دینی کو وہ میری لائی خیال مین کیا یوسف سی ڈوبی لاکھون جسکی چہ ذقن مین

غربت مین کیا اوٹھانا اوسکی مصیبتونکا جسنی نہ چین پایا دم بھر کبھی وطن مین

انکارِ وصل دشمن اب کچھ سمجھ کی کرنا
چالاک ہو گئی ہین ہم بھی ہر ایک فن مین

وحشت یہی رہیگی عالم یہی رہیگا
جبتک رہینگی باقی کچھ تار پیرہن مین

غم کی مصیبتون سی دل تنگ ہو کر آخر
تنگی ہماری دل کی آئی تری دہن مین

نواب پیش اعدا ذلت ہوئی ہی کیا کیا
جاتا ہی بی حمیت پھر تو اوس انجمن مین

غیر تو مدت سی عشاق بتان کہنی کو ہین
آج ہم بھی کچھ برای امتحان کہنی کو ہین

٣٦

ای فلک ہشیار ہو جا تو کہ بیتابی سی ہم
فرقتِ جانان ہین جلکر الامان کہنی کو ہین

اوری کافر ہی کوئی جو ستاتا ہی اگر
ساری دنیا ہین یہ جورِ آسمان کہنی کو ہین

آئی وہ اس ناز سی سیر حنا بندی کو ہای
سب نگاری ہو گئی بس ناز دان کہنی کو ہین

دور رکھ محفل سے اونکی غیر کو یارب کہ آج
حال میرا اونسے میری رازدان کہنے کو ہین

خانۂ اغیار کو پہونچا نہ جہوٹون اکیدن
سچ تو یہ ہے نالۂ آتش فشان کہنے کو ہین

روز رہتے ہین وہ آغوش تصور مین یہان
ہین وہان جتنے محافظ پاسبان کہنے کو ہین

جب کہا دو باتین عاشق کی کبھی سن لو تو کہا
کیسی وہ باتین کہ وہ تو داستان کہنے کو ہین

بات بھی نکلی نہ اوسکے روبرو شکوہ تو کیا
حضرتِ نواب بھی معجز بیان کہنے کو ہین

۳۷

دیکھ کر تجکو عدو کا رنگ تک زائل نہین
تو اوسی کو چاہتا ہے جو کسی قابل نہین

کہتی ہے تیری عزا مین کوئی بھی شامل نہین
مجلس غم ہے یہ صاحب عیش کی محفل نہین

جان دی مینے تڑپ کر ابتدای عشق مین
مرنیوالون کو وصال و ہجر کچھ مشکل نہین

مرتی دم تک بھی نہ چھوڑا اپنی جس نے کو ہی
اب ہی تنہا آس بارا پہ اوسکی کوئی بسمل نہین

جب یہ کہتا ہون کہ دل قربان اس انداز کے
کہتی ہین کس نازسی پہلو مین تیری دل نہین

اور ہی انداز نو مجکو دکھایا کر نہ مین
مثل دشمن چشم وابرو تیرے مائل نہین

جان و دل تک صدقے کر نواب ہر لبیک پر
کوچہ جانان ہی یہ کچہ کعبے کی منزل نہین

نہ خوف مرگ نہ فکر مآل کرتی ہین
تمہاری چاہنی والی کمال کرتی ہین

جسی ادا و نسی وہ پائمال کرتی ہین
اوسی سی روز نئی ایک چال کرتی ہین

ملی جواب بھی جس کا سوال ایسا ہو
تمہین بتاو تمہین سے سوال کرتی ہین

عجب ادا سے وہ منہ پھیر لیتی ہین ہنسکر
جو اونسی روکی سوال وصال کرتی ہین
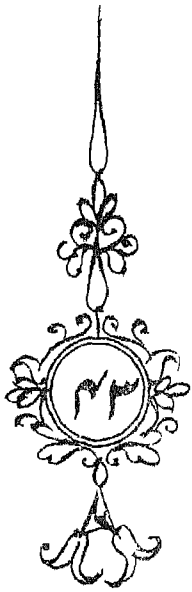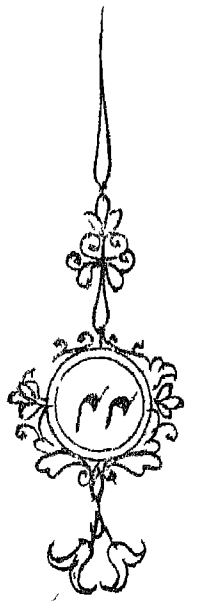
دکھاو نگا نہ کبھی شک سی تری تصویر
وہ راہ و رسم بڑہائینگی اور بھی ضد سی
ستم فلک کی بھی طینت میں ہیں بہت لیکن
دعائیں ہوتی ہیں غیار کی تو جینی کی

فرشتی کو ہمیں ناحق سوال کرتی ہیں
عبث رقیبوں سی ہم بھی ملال کرتی ہیں
تمہیں پر اب تو فقط احتمال کرتی ہیں
ہماری نیمین بھی قیل و قال کرتی ہیں

رقیب کی بھی وہیں فکر ہوتی ہی آبرو
جو بہول کر بھی ہم اونکا خیال کرتی ہیں

اغوش حور میں جو تری جستجو کریں
انصاف کی جگہ ہی ذرا سوچ تو فلک
بیٹھی ہیں سو ہیں حال سنا دیتی ہیں

کیونکر غم فراق کی وہ لوگ خو کریں
کب تک شب وصال کی ہم آرزو کریں
دل ہی نہ ہو جو بس میں تو پہ کیا گفتگو کریں

کوثر کی پانی سی بھی مٹین گی نہ داغِ دل
گر کوئی رنگ ہو تو اوسی شست و شو کرین

گو ہون بشر مگر نہ کبھی دل مین لاونگا
وہ رشکِ فتنہ خیز کہ جسکو عدو کہین

سب رونگٹی بدن کی ہین بخیہ جو بن
جب چارہ ساز جیب کو یارب رفو کرین

ناکامیون سی گو ہوئی سوائی خلق ہم
اشکونسی ہی امید کہ وہ آبرو کرین

لذت ہی کونسی جو تری ہجر مین نہین
پھر کسلیی وصال کی ہم آرزو کرین

دل پھٹ گیا ہی چارہ گر اسکی دوا بتا
کچھ چاک جیب تو نہین جسکو رفو کرین

ساقی تری ادا ہی نی بدمست کر دیا
ہوش اب کہان کہ خواہش جام و سبو کرین

نواب ہای تیری تصور سوال ہی
کس منہ سی اوس بلا کی تجھی روبرو کرین
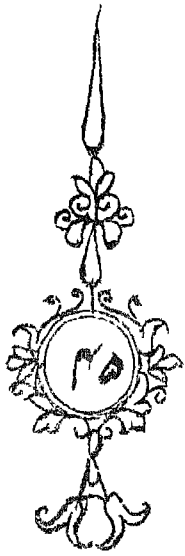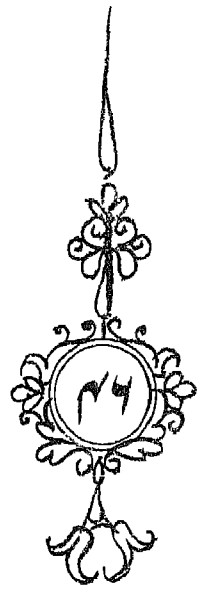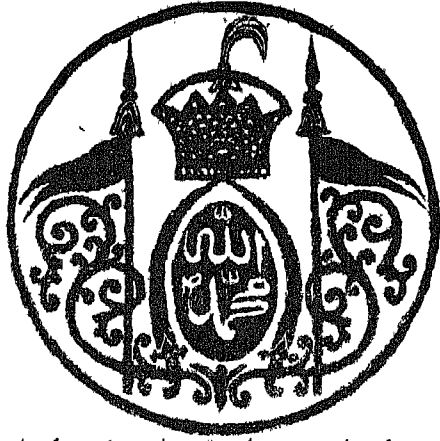
ہو بیوفا کوئی تو اوسے بیوفا کہون | تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

کیا ظلم ہے کہ ذکر وفای رقیب پر | امید مجھسے کہتے ہو مین بھی بجا کہون

تشبیہ دی جو زلف کو تو دود آہ سے | پھر کس طرح مین اوسکو بھلا نارسا کہون

جب جانون اپنی کشف دلی کو کہ تم مجھے | جو دل مین کہتے ہو وہی مین برملا کہون

یہ حوصلہ کہان کہ شکایت ہو غیر کی | اپنا ہی کاش اونسے کبھی مدعا کہون

کہتی ہین کہ سوای مصیبت جو ملین دیہو | کہنا تو بس یہی ہی مجھے اور کیا کہون

ناصح بتون مین بوی وفا کو نہین مگر | کیونکر بتین میری کہنی سی اونکو برا کہون

جس دلکو رشک غیر نی پامال کر دیا | کس منہ سی ہای اوسکو تو ابتلا کہون

محفل مین اوسکی مجکو نہ لیجل خدا کو مان | کیا جانی بیجھو بیٹھین مین اپنی شوق کیا کہون

خوش ہوں نہ جب بھی یہ بتِ کافر جو مجھ کو
ثواب انھیں رسول کہوں یا خدا کہوں

ردیف واو

۱۴۱

مبارک ہو شہیدانِ وفا کو — کہ جاتا ہے وہ ظالم کربلا کو

تغافل کو جفا کو یا ادا کو — میں رووں عشق میں کس کس بلا کو

ملی تعزیر میں لذت کچھ ایسی — کہ سجدے کر رہا ہوں میں خطا کو

مجھی سے گفتگو کی نا امیدی — مجھی سے پوچھنا پھر مدعا کو

ہجومِ یاس ایسا تھا نہ سوجھی — رہِ تاثیر آہِ نارسا کو

کریں کیونکر شکایت ان سے ہم بھی — کہ اک دن منہ دکھانا ہے خدا کو

تغافل تجھسی سیکھی ہی گرنہ
نہوتی دیر آنی مین قضا کو

خدا جانی کہون کیا بیخودی مین
نہ پوچھین آپ میری مدعا کو

عدم مین ایک مدت تک چھپایا
شبِ غم نی مری روزِ جزا کو
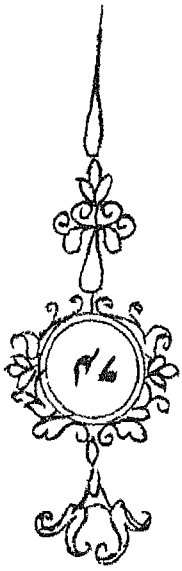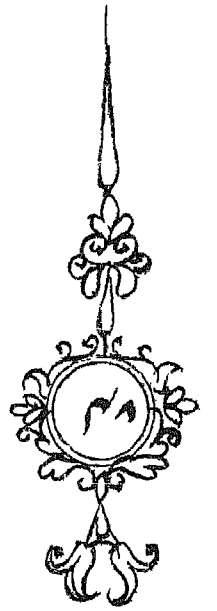
تری عشقِ دہن مین جو ہوی قتل
ترستی ہی رہی وہ مرحبا کو

گریبانِ قیامت چاک ہو جب
اوسیدم کہولنا بندِ قبا کو

مزہ کیا گر نہو وصلت مین خلوت
نہ لانا ساتہ اپنی تم حیا کو

اوٹھاؤن ہاتہ اونسی تو اوٹھاون
شبِ فرقت مین ہاتہ اپنی دعا کو

کہین بڑہ کر ہی جینی سی مزہ نا
جو کہولی غم مین وہ زلفِ دوتا کو

جفائین ضد سی کین اوس بت نی نواب

جو آیا رحم مجھپہ کچھ خدا کو

۴۲

کیا ہوا گر نہ کیا قتل ادانی مجکو ۔ اور بھی آتی ہین مرنی کی بھانی مجکو

بیوفائی نی تری مار ہی ڈالا ہوتا ۔ زندہ رکھا ہی فقط عہد وفانی مجکو

لطف تعزیر تو دیکھو کہ لحد مین تا حشر ۔ چین لینی نہ دیا شوق سزانی مجکو

شکوہ کرتا ہون تو کہتی ہین بنایا ہی تمھین ۔ رحم کرنی کی لیی میری خدانی مجکو

میری ہونی سی نہ محشر ہو عدم مین برپا ۔ اسی اندیشی سی پوچھا نہ قضانی مجکو

قتل کو آتی تھی وہ ہای عبث بھیجدیا ۔ عذر خواہی کی لیی میری خطانی مجکو

تجکو بیرحم بنایا تھین اسکا شکوہ ۔ کیون بنایا پی بیداد خدانی مجکو

زلف سلجھاتی ہین وہ لی خبر اپنی دلکی ۔ آج دی ہی یہ خبر باد صبانی مجکو
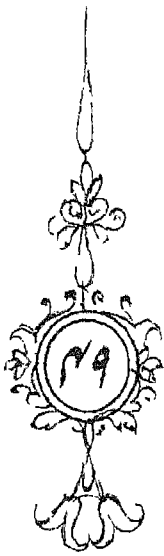
روزِ فرقت کی جفا ہی کہ الٰہی توبہ
دن دکھای یہ مری مہر و وفا نی مجکو

عیشِ جاوید سی کیا خوش ہون کہ دیتی ہی تکلیف
شبِ فرقت سی سوا روزِ جزا نی مجکو

تھی یہ لذت مری ماتم مین کہ تا روزِ جزا
دفن ہونی نہ دیا اہلِ عزا نی مجکو

خونِ اغیار سمجھکر اوسی بوسہ لیا
خوب دھوکا یہ دیا رنگِ حنا نی مجکو

ہمنی لکھ بھیجی ہین خود اونکو خطائین اپنی
بی سبب وہ نہین آتی ہین ستانی مجکو

وصل کا دن ہی شبِ ہجر نہین ہی پھر کیون
آج تاکا ہی ہر اک رنج و بلا نی مجکو

عیش کرنیکو تو لاکھون ہین مگر اس ای نواب
رنج اوٹھانی کو بنایا ہی خدا نی مجکو

حشر کی دن بھی مری نالون مین تاثیر نہو
۴۳
اس سی بڑھ کر کوئی یارب مجھی تعزیر نہو

غیر بیٹھا ہی جو چپ ہاتھ دھری چھاتی پر
ڈھی پاس اوسکی کہیں یار کی تصویر نہو

کہتی ہین اوسنی مٹا ہی ہین ہزاروں نقشی
محو یارب کہیں میرا خط تقدیر نہو

تند خوئی سی نہ لو کام تو یہ بات ہی اچھی
پر یہ ممکن نہیں مجھ سی کوئی تقصیر نہو

ہای غیروں کو تو ہون شوق کی طومار رقم
اور مجکو کبھی اک حرف بھی تحریر نہو

روتی روتی جو کبھی ہجر مین نیند آجاتی
خواب وہ دیکھون کہ جسکی کوئی تعبیر نہو

ایسی بیمار کو کیونکر ہو شفا ای نواب
شافی خلق سی جسکی کوئی تدبیر نہو

۴۴

دلکی صورت ہر گھڑی تم غیر کی پہلو مین ہو
پھر بھلا سوچو تو کیونکر دل اپنا قابو مین ہو

تمتو کیا سلجھی فرشتونسی بھی سلجھی گی نہ وہ
دلکی اولجھن گر کبھی اولجھی کی گیسو مین ہو
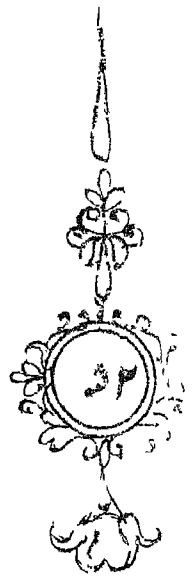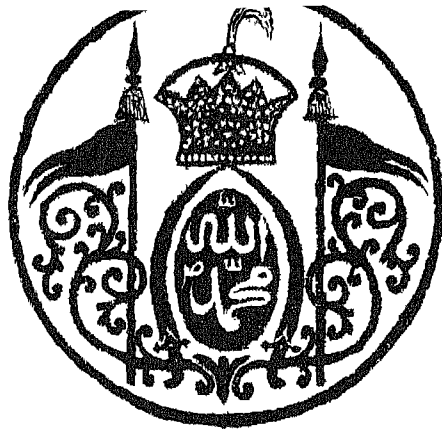
رنگ کچھ لاتی نہین قاتل مری دلکی طپش
پھر قتلِ عام یہ جنبش تری ابرو مین ہو

اونسی ہم ہو جائین ہمسی وہ تو یارب سیر ہی
تیری قدرت سی اثر ایسا کسی جادو مین ہو

ہای کیسا سرخرو نواب محشر مین اوٹھون
خون کی سرخی اگر کچھ بھی مری آنسو مین ہو

۴۵

اوسی کوئی پوچھی اوسکی ذلت اور خواری کو
شبِ فرقت رقیب آتی ہون جسکی غمگساری کو

نکرنا سخت جانی مجکو شرمندہ کہ مدت مین
جگہ کن لذتون سی دی ہی دلمین جانثاری کو

لگائی چارہ گر ٹانکی یہ تونی کیا کیا ظالم
تمنا ہی رہی ناسور کی ہر زخم کاری کو

بگڑ جائی شبِ وصلت جو ٹھنڈی سانس بھی لیسی
دمِ آخر مقرر آئی گا وہ دم شماری کو

اسی دل لگی ہی ہجر مین وقت ای واعظ
لگاؤن کس سی جی چھوڑ دون مین بادہ خواری کو

اونھیں سی دی بجھتا ہون غم کو ہنستی ہی ہر دم
بنی تھیں ہای جو آنکھیں ابر بلین اشکباری کو

اوٹھاکر مجکو میخانیسی لایا خانقاہون مین
خدا کی مار ای زاہد تری پرہیزگاری کو

شبِ وصلت ہی گو پر فکرِ فرقت تو ہی بھی ناصح
نکالون کس طرح مین دلسی اپنی بیقراری کو

ادائی شکر تو کر لون قضا آتی تو مہلت دے
اجل مدت مین آیا ہی وہ میری سوگواری کو

عدو کو دیکھکر نواب تمنی دم نہین مارا
ہزارون مرحبائین اس تمھاری بردباری کو

گر تمسی خونبہا کی کوئی گفتگو نہو
۴۶ کیا ذکر موت کا بھی مری کو بکو نہو

ہوتی جو بغض تو نہ پڑتی عداوتین
یارب کسیکی دل مین کوئی آرزو نہو

احوالِ ہجر پوچھ رہا ہی وہی ہی تو
جس بے زبان سی آگی تری گفتگو نہو

کھلا ہی یہہ جھوٹ تسلی کیواسطی
اقرار وصل تمسی اگر دو بدو نہو

فریاد کی امید ہی سبکو خدا کی دن
ہو طرفہ یہ بھی سیر کہ محشر مین تو نہو

خاموش ہمنشو بزم مین جیتی ہین مگر
ڈرہی اونھین تو ہم خوف عدو نہو

ہم وحشیونکی حق مین وہ بدتر کفن سی ہی
جس پیرہن مین لاکہ جگہ بھی رفو نہو

ہر ذرہ مین ہزار بلاؤنکی جلوی ہین
میری ہی خاک دیکھو کہین کو بکو نہو

نواب اوسی سی چاہتی ہو ہیجا بیان
بن تو کیا خدا کی بھی جو روبرو نہو

۸۷

رقیب چاہین تمہین مجھکو انفعال نہو
ستم ہی ہی اگر اسکا تمہین ملال نہو

سنا ہی عمر ہی اغیار کی بہت کوتاہ
مجھی یہ غم ہی کہ اوسکی شب وصال نہو
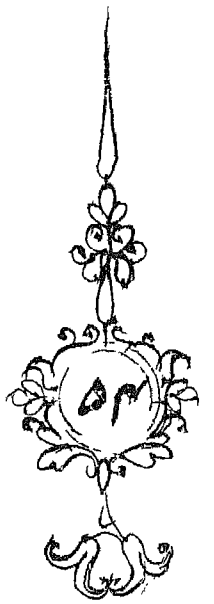
یہ شک دیکھہ جسی دیکھتا ہون مین خوش
یہ فکر ہوتی ہی تیرا اوسی خیال نہو

جواب روزِ جزا اور سکی مین دونگا
پر ایک جرمِ محبت ہی کا سوال نہو

وفا مین آپ کو بیمثل کسطرح جانون
جفا مین کر نہین تمکو ہی جب کمال نہو

خدا ہی جانی کہین اوسی وصل مین کیا کیا
جو دل کو اپنی کچہ اندیشۂ مآل نہو

بھلا بتا و تو اب کیا جواب دین اسکا
وہ کہتی ہین شبِ وصلت کوئی سوال نہو

فغانِ غیر سی اونکی اوڑی ہی نیند بگہ
مجھی یہ ڈر ہی کہ مجھپہ ہی احتمال نہو

ابھی اوٹھائی ہین اوسکی ستم ہی ای آفتاب
جفای چرخ سی یون جلد پائمال نہو

اپنا ہی دل بغل مین نہ جب غمگسار ہو ۴۸ پھر دوسری سی کیا کوئی امیدوار ہو

ناصح فراق مین تو لیا کام ضبط سے — کیا اونکو دیکھکر بھی نہ دل بیقرار ہو

تم بھی اوسی سی کرتی ہو وعدی وصال کی — جسکو نہ موت کا بھی کبھی اعتبار ہو

دلکی تڑپ سی آئینگی ہر دم قیامتین — کیونکر کہون کہ اوسکی گلی مین مزار ہو
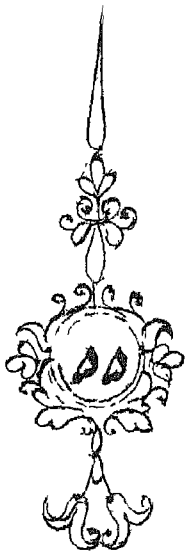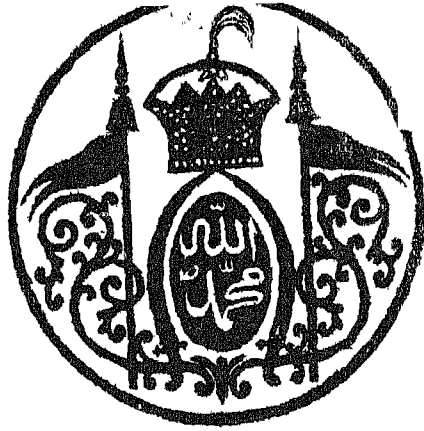
مونس ہین ایک عمر سی یہ بیقراریان — میری تو خاک کو بھی نہ یارب قرار ہو

ناصح نصیحتین تری بیجا نہین مگر — سب کچھ کرون مین دل پر اگر اختیار ہو

شکوی مری حساب سی باہر ہین ابجدا — میری لبی تو اور ہی روز شمار ہو

کوئی تو مشغلہ رہی نواب ہجر مین
تسکین ہو جگر کو تو دل بیقرار ہو

تنگ ہوتی ہو بہت جان کی سانس مجکو — ۴۹ — دی ہی دوگی کبھی جھنجھلا کی مرا دل مجکو

مین کہان اور یہ بیداد کہان چھری تھی
دیکہ لیتی دو ذرا جانب قاتل مجکو

وصل تیرا نہین آسان تو دشوار سہی
جان دینا تو نہین ہجر مین مشکل مجکو

قاصد آتا ہی وہان سی تری صدقی ای شوق
لی تو چل شہر سی دو چار ہی منزل مجکو

ہای اوسوقت نہ موت آئی کہ رلواتی تھی
خاطر غیر سی ہنسکر سر محفل مجکو

جتنی تم مین ہی جفا اوتنی ہی مجھ مین ہی وفا
حیف کی جا ہی جو سمجھو نہ مقابل مجکو

دل کی حسرت تو نہین جان کی نکلی نہ کبہی
کیون نہین ناز سی تم کرتی ہو بسمل مجکو

کہی جب اوس سی کہ مرکر بھی نہ چھوڑینگی تمہین
کہتی ہین سمجھی ہو کیا حور شمائل مجکو

دل لگی کی لیی غم مین ملی جی نہ سہی
کیا ملیگا نہ کہین زہر ہلاہل مجکو

قیس و فرہاد بھی آکی مری بیعت کی
عشق مین سب سی سمجھی مرشد کامل مجکو

موت کی غم سی کہین بڑھ کی ہی رشکِ اغیار
بزمِ ماتم سی ہے بدتر تری محفل مجکو

اوس سی کیا شکوہ بیداد کرون مین نواب
جو سمجھتا ہی نہو رحم کی قابل مجکو

دلکی تڑپ مین آج یہانتک سکون نہو
یا دل نہو جہان مین یا چرخِ دون نہو ۵۰

ہی دل لگی اسی سی تو فرقت کی رات مین
کس طرح آئی چین جو سوز درون نہو

لذت تڑپنی کی مجھی لائی ہی زیر تیغ
گردن جھکانی سی مری تم سرنگون نہو

سرخی حنا کی آتنی تو ہوتی نہین ہی شوخ
ہاتھون مین اوسکی دیکھو مرا رنگِ خون نہو

اندیشہ مرگ کا کہین بدتر ہی مرگ سی
مرنی کی واسطی مری یارب شگون نہو

کیا اوس پری سی دلکو لگا وین ہای ہای
جس بد بلا کی واسطی کوئی فسون نہو

سر پر ہماری پھٹ نہ پڑی ہی خدا کی شان
وہ آسمان ایک بھی جسمین ستون نہو

تم تو یہ کہتی ہو کہ قیامت نہو کبھی
دلکو مری لگی ہی ہین کیونکر کہون نہو

اس سی تو عاشقونکی ہزارون بناؤ ہین
پھیکا ہی رنگ اشک اگر لالہ گون نہو

نواب تیری نام سی آتی ہی اونکو عار
اتنا بھی کوئی عشق مین خوار و زبون نہو

۵۱

زاہد نپوچھی خلد مین بھی تو شراب کو
جب جانون تجھکو اور تری اجتناب کو

اک وہ ہین جنسی رہتی ہی دن رات گفتگو
اک ہم ہین جو ترستی ہین سون جواب کو

نوبت یہ پہنچی ہی کہ اب اونسا شمع سا
روتا ہی دیکھکر مری حال خراب کو

حسرت ہو تو نکالون وہ سب وقت وصل مین
کیونکر نکالون دل سی مگر اضطراب کو

اے دستِ شوق آج اُڑیں اسکی دھجیاں — کس ناز سے سنبھالتے ہیں وہ نقاب کو

بلبل ہزار شوق سے نعمت سمجھتی ہیں — فرقت میں تم پسند کرو جس عذاب کو

پیدا کیا کبھی نہ کوئی یار باوفا — کیا ہو گیا ہے چرخ ترے انقلاب کو

محفل میں گو نہ سمجھے کوئی اس نے کیا کہا — سمجھاتی ہیں وہ تو مرے اضطراب کو

دیکھیں جو بے حساب مرے حشر میں ٹھہری — آتی نہیں روزِ حشر فرشتے حساب کو

وصلت میں عیش بھی نصیب نہیں تا سحر — آنکھیں ترستی رہتی ہیں فرقت میں خواب کو

ما آتش کدہ تو فرا سرد و او نشین

خواب سے شب

اثر صبا دی یا حسنِ تابان کو — ۵۲ — کیا جان کے آب و فشان کو

نہ آئی مرگِ شادی تو ہی آمد | وہ آئین اور میری امتحان کو
بھلا پوچھی مسیحا اوسکا کوئی کیا | نہ پوچھی موت بھی جس ناتوان کو
سکھاتی ہی تری رفتار شوخی | لگین گی چار چاند اب آسمان کو
عجب انداز سی مجکو کیا قتل | کہ حسرت رہگئی ساری جہان کو
اوچٹ جای جو نیند آنکھوں سی لیلو | نصیبوں سی مری خوابِ گران کو
سوالِ مدعا کیونکر ہو اوس سی | خموشی سی ہو شک جس بدگمان کو
ہجومِ ناز دی آنی تو مہلت | کہ دیکھی وہ بھی چشمِ خون فشان کو
بھرا ہی حسرتون سی دل تو ظالم | جگہ دو ن اب کہان ارمان کو

خدا جانی وہ ہے نواب یا غیر

سرِ رہ پاتے ہین اک نیمجان کو

ظاہر مین شبِ وصل تو میری ہی یہان ہو ۵۳ پر کچھ نہین معلوم کہ تم دل سی کہان ہو

کیا جانئی کیا مصلحت اسمین ہی الٰہی سمجھین جسی ہم دوست وہی دشمنِ جان ہو

مانگی وہ تسلّی کی لیی خاک نشانی جو مثلِ کمر آپ ہی بی نام و نشان ہو

تم بھی تو ذرا دیکھو اوسی ناز و ادا سے اک عمر سے جو تمکو بحسرت نگران ہو

رسوا ہو زمانی مین رقیبونکی جفا سے افسوس وہ دل جسمین ترا راز نہان ہو

لیتا ہون بلائین تو یہی ہوتی ہی حسرت کس شوق سی لون بوسہ جو ہاتھون مین دہان ہو

اور آنکہ ملی مجکو تو دیکھون تری جلوی یہ آنکہ مصیبت مین جو خونابہ فشان ہو

کیا کوئی شکایت کری اغیار کی آفات
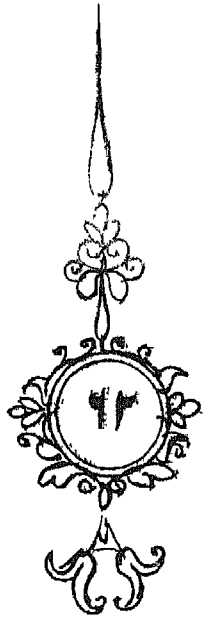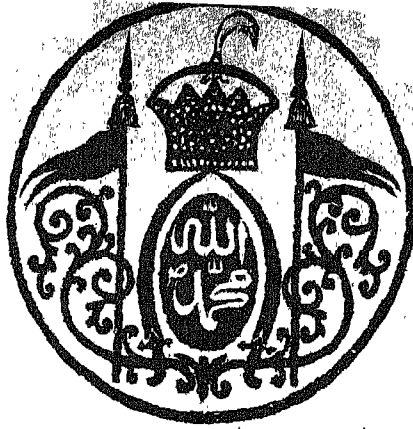
جب آپ ہی سی اپنی مصیبت ہو بیان

ہوتی گر کچھ بھی رسائی نالۂ شبگیر کو ۵۴ تو نہ روتا اسطرح مین گھڑی تقدیر کو

چھوڑ دو گی جٹکی سی گھبرا کر اگر تم تیر کو — چین مر کر بھی نہ آئی گا کبھی نخچیر کو

ایسی نعمت سی رہیگا اک زمانہ بی نصیب — یا الٰہی وہ نہ سمجھی رتبۂ تعزیر کو

عقل کہتی ہے کہ خودداری بھی کچھ چاہیی — دل یہ کہتا ہی کہ پھر کھینچ آہ بی تاثیر کو

تو اگر محفل مین ہوگا غیر کی آغوش مین — مین بھی چھاتی سی لگا لونگا تری تصویر کو

حرف آئی گا نہ تمپر سیر ہو گی قاصدہ — میری لکھی سی بدل دو غیر کی تحریر کو

اوس سی رونق حسن کی ہی اس سی وحشت کا فروغ — زلف سی اسواسطی تشبیہ ہی زنجیر کو

جسنی دیکھا خواب مین تجکو نہ سویا عمر بھر — جانتا ہون خوب مین اس خواب کی تعبیر کو
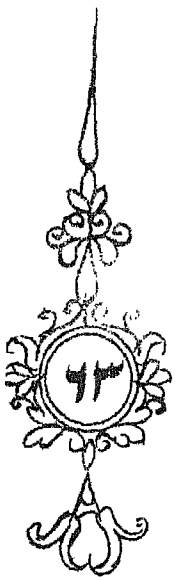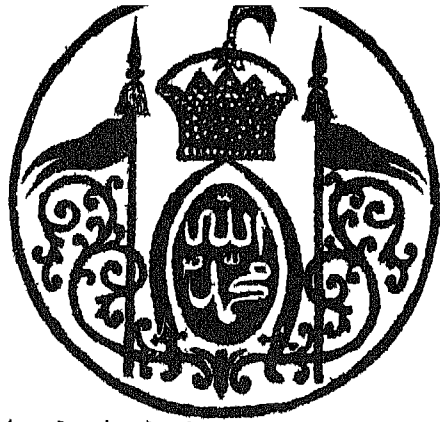
گالیان کہانی ہین پیشِ غیر ہی گر آج | آپ اپنی واسطی رہنی دین اس توقیر کو
کیا پڑہین میری جنازی پر کہ سب اہل نماز | ہوگئی بیتاب سنکر پہلی ہی تکبیر کو
ہین اُسی ہین منحصر ساری شہادتکی مزی | دوست رکہون جان سی کیونکر نہ ہین تقصیر کو
جسقدر پیدا ہوئی تہی آہ دشمن کو بلی | ڈہونڈہ کر لائی کہان سی اب کوئی تاثیر کو

خیر ہی نواب تجکو ہای ظالم کیا کہون
لاکہ سمجہایا نسمجہا تو مری تقریر کو

روزِ اول ہی نتہا صبر جو دینا ہمکو | ۵۵ | تو نہ دی ہوتی خدا کوئی تمنا ہمکو
خانۂ غیر مین کل اوسنی بُلایا ہمکو | اس سی بڑہ کر نہوئی تہی کبہی ایذا ہمکو
جیسی پیدا ہوئی چہوٹی نہ مصیبت سی کبہی | کیا بگڑتا جو فلک تو نہ بناتا ہمکو

مرگئی صدمو نسی ہم آج تو کل ہوگا
ای شبِ ہجر تو اتنا نہ ستانا ہمکو

سنکی باتین تری کچھ ایسی ہوی ہین خاموش
کوئی حسرت ہی نہین وصل مین گویا ہمکو

لطف سی کام نہین ہی تو ستم سی مطلب
جب وہ عاشق ہی نہین جانتی اپنا ہمکو

پھلی تدبیر مکافاتِ فلک کی کرلو
شوق سی بزم مین پھر اپنی بلانا ہمکو

حسرتِ وصل غمِ ہجر بتان رشکِ عدو
ساری دنیا کی ہین سامان مہیا ہمکو

کون اس لطف سی بیداد سہی گا تیری
ای فلک تیری لگی بھی حنا ک نکرنا ہمکو

غیر تو قتل ہوا رشک سی ہاتہ آیا ہے
خوب مرنیکی لیی آج بہانا ہمکو

دیکھکر خلق کو محشر مین گرفتارِ عذاب
یاد آتی ہے تری رنجشِ بیجا ہمکو

مضطرب ہو نہ ذرا خواہشِ دل سی اے چرخ
تجہ سی بر آئی نہین ہی وہ تمنا ہمکو

کشتیاں کو ہمہ تحسین کی لگا کر نواب
کہ ابھی ہی غزل اک اور بھی کہنا ہمکو

۵۶

ماری ہی ڈالتی ہی تنگی صحرا ہمکو
چین کیا گوشۂ مرقد مین ملیگا ہمکو

آج تک شوق شہادت نی جلایا ہمکو
ورنہ تھا سہل بہت ہجر مین مرنا ہمکو

ہای دو چھوٹی ہی باتونسی تری دم بھر مین
نرہی یاد کوئی ہجر کی ایذا ہمکو

تیری آرایش گیسو سی نہین ہی کچھ کام
دلسی ملنی کی ہی مدت سی تمنا ہمکو

کاٹ کر حلق شب غم مین کیا کام تمام
درد دل پر نہوا ہای بھروسا ہمکو

ہر گھڑی قتل کری ہی تو لذت اوٹھی
یا خدا روز ملی ایک مسیحا ہمکو

پھر کہان ہم پہ نشاط و طرب و عیش کہان
دیکھ لینی دو ذرا ساغر و مینا ہمکو

سنتی ہین رات ہی وصلت کی بہت ہی کوتاہ
ہی تری شرم سی وہ بھی شبِ یلدا ہمکو

لذتِ کم سخنی دلسی بھلا دیتی ہی
یاد آتا ہی اگر کوئی بھی شکوا ہمکو

ہم یہ سمجھی تھی کہ کچھ قدر ہماری ہوگی
آئینہ دیکھ کی پر اوسنی نہ دیکھا ہمکو

دل لگایا ہی تصور سی تمہاری ہمنی
اب نہین ہی شبِ فرقت کی بھی پروا ہمکو

غیر پر لطف سی تھا وہم مدارا بھی کچھ
رنج سی اور ہوا رشک دوبالا ہمکو

بختِ بد پر ہی یہ تکیہ کہ تنولسنی نواب
جب بگڑتی ہی تو سمجھاتی ہین اعدا ہمکو

ردیفِ ہای ہوز

غم چاہتی ہین اور تری غمسی زیادہ ۵۷ عاشق کوئی غمدوست نہین ہمسی زیادہ

زاہد نہ جہان ہو کوئی معشوق ستمگار | ہی مجکو وہ جنت بھی جہنم سی زیادہ

سب جانتی ہین فتنۂ محشر کو بہت کچھ | کیا ہو گی قیامت مری ماتم سی زیادہ

ناسور کی حسرت تھی بہت داغِ جگر کو | تکلیف ہوئی اسکی مرہم سی زیادہ

پانی سی وہ مملو ہی تو یہ خون سی لبریز | ہی ابر کہان دیدۂ پرنم سی زیادہ

ہم سمجھی تھے ہو جای گی کچھ ہجر مین تسکین | پر صدمہ ہوا آہِ دمادم سی زیادہ

حوران بہشتی مین کہان حسن ہی نواب
اوس بگڑی ہوئی صبح کی عالم سی زیادہ

۵۸

اسکا نہین گلہ ہی کہ ہر دم ہون غم کی ساتھ | ہمدم نہین ہی کوئی مرا غم ہی دم کی ساتھ

غیرون کی منہ لگانیکی شکوی ہین جھوٹھی | منہ کیون بناتی جاتی ہو تم ہر قسم کی ساتھ

دشمن ہی رو رہے جب تو پروا نہیں ہی کچھ
ہی دوستی وصال کی شکوہ عدم کی ساتھ

بیداد ہی کی خو ہو تو عادت ہو صبر کی
کچھ لطف بھی تو کرتی ہین وہ ہر ستم کی ساتھ

حورین بھی ناز کرتی ہین جن شوخیون پر آج
کس ناز سی ہین وہ تری نقشِ قدم کی ساتھ

نامی جو آی یار کے تو اضطراب سی
سینی ہین دل اوچھلنی لگا ہر رقم کی ساتھ

بد قسمتی سے گر نہ ملیگا خدا تو پھیر
نواب دل لگاینگی ہم بھی صنم کی ساتھ

٥٩

زمانی ہین ہوی لاکھون پیمبر یارسول اللّٰہ
ہوا پر آپکا کوئے نہ ہمسر یارسول اللّٰہ

تمہاری وجہ سی پیدا کیا اللہ نی سبکو
زمین و آسمان فردوس و کوثر یارسول اللّٰہ

کرم مین پرورشمین لطف مین رحمت مین بخشش مین
صفاتِ حق کی بیشک تم ہو مظہر یارسول اللّٰہ

سما سی نہ فلک تک بلکہ اس سی بھی کہین گزر
تمہاری بوی خوش سی ہی معطر یا رسول اللہ
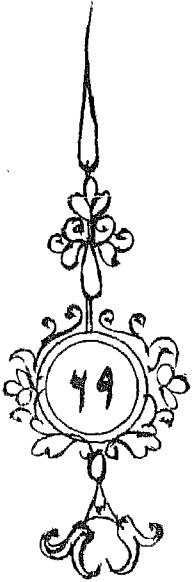
کیی ناز اپنی قدرت پر بہت صناع عالم نی
بنا کر آپ کی زلفِ معنبر یا رسول اللہ

تمہاری عارضِ پرنور پر قربان ہوتا ہی
سحر سی شام تک خورشیدِ خاور یا رسول اللہ

بچہای چاندنی کا فرش تارہ بند مین
بنا ہی اسلیی ماہِ منور یا رسول اللہ

سیہ ہوتا گناہونسی ہماری روزِ محشر بھی
نہ ہوتی آپ کی گر ذاتِ اطہر یا رسول اللہ

کسی کو پوچہتا کوئی نہین ہی اس زمانی مین
تمہین ہمسی غریبونکی ہو یاور یا رسول اللہ

نہ بدلون مین گدائی سی تمہاری آستانی کی
ملی گر مجکو گنجِ ہفت کشور یا رسول اللہ

تمہارا اُمتی ہو کر بھلا اب مین کہان جاؤن
اوٹھاؤن رنج کبتک اپنی دلپر یا رسول اللہ

طلب کر لیجیی نواب کو جلدی مدینی مین

جدائی سی ہی ابتو حال ابتر یا رسول اللہ

ردیف یای تحتانی

۶۰

ساقی وہ مست ناز ہی گردش مین جام ہی
توبہ کو دونون ہاتھون سی میرا سلام ہے

ہر کوچی ہر گلی مین جو یہ ہو دہام ہی
تشہیر نعش کا مری کیا اہتمام ہے

آنکھون مین دم ہی کٹ گئی عمر انتظار مین
اب بھی نہ آئی تم تو یہ جھگڑا تمام ہے

انجان بن کی پوچھتی ہین نامہ بر سی وہ
کسکا یہ خط ہے اور یہ کسکا پیام ہے

کس لطف سی وہ غیرونسی ملتی ہین راتدن
ہمسی تو آج تک وہی بس صبح و شام ہے

گھر سی تمہاری آئی تو کوچی سی پھر گئی
ہمکو تو ساری عمر ہی ایک کام ہے

فرقت مین مینی چین نپایا تمام عمر
پھر کسلیی فلک کو سر انتقام ہے
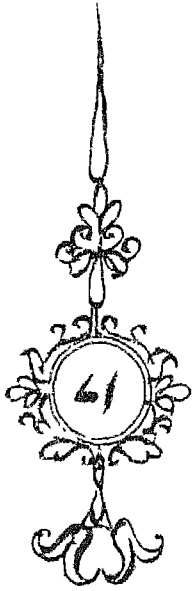
کعبی کی گرد پھرتی ہین کس کس مزی سی لوگ
پوچھو تو دوستو کہ یہ کسکا مقام ہی

ڈرتا ہون مین کہ تیری جفا کو نظر نہو
لاشی پر آج میری بڑا ازدحام ہی

قاصد بنی نہین جو نہ عاشق ہوئے آپ پر
سن لین مجھی سے آپ جو میرا پیام ہی

انجام کی خبر نہین ای چارہ جو مگر
اب تک تو درد دل کی بہت روک تھام ہی

شکوی وہ کرتی ہین مری ہر دم رقیب سی
مین خوش ہون اسلیی کہ زبان پر تو نام ہی

فرقت بھی ہی تو نہ اوٹھینگی حشر کو
جی تیری سانس بھی ہمین لینا حرام ہی

کوئی بلا نہین کہ نہو اس مین ای خدا
کسکا ہی روز ہجر کہ جسکی یہ شام ہی

نواب با وفا نہ سہی بیوفا سہی
عاشق تو ہی کچھ اس مین بھی کیا کلام ہی

قیامت مین گر تیری بسمل نہونگی ۶۱ تو جنت کی بھی لوگ سائل نہونگی

امید وفا تھی یہ کیا جانتی تھی کہ تیری جفا کی بھی قابل نہونگی

وہ دن اور بسمل نہو کوئی واعظ قیامت ہی محشر مین قاتل نہونگی

اوٹھی گی یہ بیداد کس سی الٰہی جو پہلو مین عشاق کی دل نہونگی

تڑپنی کی میری ذرا سیر دیکھو کہ دنیا مین پھر ایسی بسمل نہونگی

نہ وعدی پہ آئی تو کیا ہمنشینو مری سوگ مین بھی وہ شامل نہونگی

عبث بحث کرتی ہو نواب انسی
یہ بت تو خدا سی بھی قائل نہونگی

کبھی گردشین ہی گر آسمان کی ۶۲ بدل جاینگی تقدیرین جہان کی

تصور مین جو مین پہنچا تو سب سے
شکایت کر رہی ہین پاسبان کی

یہ احسان آہِ سوزانکا ہی جس نے
نہ چھوڑی خاک تک بھی آشیانکی

نہوتی بی نیازی گر خدا مین
نہوتی شکل یہ ناز بتان کی

سبھی کچھ ہی تری گھر مین الٰہی
نہین پرسش مگر آہ و فغان کی

ذرا اپنی کمر کو بھی تو دیکھو
ہنسی ہی کیون مری تاب و توانکی

وہ دل جسکی نہین ہی قدر تمکو
وہین ہین حسرتین سارے جہانکی

تصور مین ملواون سے تو نواب
دھری رہجای شیخی پاسبان کی

میری معشوق نے مدت مین کیا یاد مجھے
۶۳
سب فراموش ہوئی ہجر کی بیداد مجھے

خاک جل جل کی ہوا جن کی تپ فرقت مین
ہای وہ بھی تو کبھی دیتی ہین برباد مجھی

خوگر غم ہون بسر ہو گی الہی کیونکر
خلد مین گر نہ ملا وہ ستم ایجاد مجھی

ہای کیا چین اسیری مین اوٹھایا مینی
وہ ستمگر کبھی دیتا ہی جو آزاد مجھی

غم فرقت نہ جدا ہو کہ حسینان جہان
شاد ہوتی ہین بہت دیکھکی ناشاد مجھی

ایسی حسرت تھی تڑپنی مین کہ مرتی دم بھی
دام مین رونی لگی دیکھ کی صیاد مجھی

ہوتی مرغوب تمہین بھی تو نہ کرتا لیکن
کیا کہون ایسی پسند آئی ہی فریاد مجھی

یہ بھی اک شکل ستانی کی ہی آفت کیسی
ہچکیان آتی ہین جب کرتی ہین وہ یاد مجھی
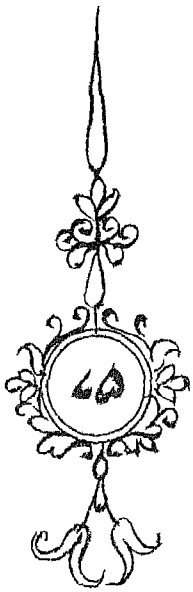
فخر عشاق ہی حسرت سی تڑپنا تو ثواب
پھوٹ کر روتی ہین کیون دیکھکی جلاد مجھی

ہی یہ ظاہر شبِ جدائی سی ۶۴ کہ سحر اوڑ گئی خدائی سی

آہ میری ہی تیری زلف نہین کیون ہون شرمندہ نارسائی سی

لڑتی لڑتی ہوئی ہی ہجر کی خو فتنی اوٹھین گی پھر صفائی سی

تمتو من جاو پر یہ ہی مشکل کون لڑتا پھری خدائی سی

دیکھی فتنی اوٹھتی ہین کیا کیا تجہ سی کافر کی خودنمائی سی

ہی جو تقدیر مین وہی ہوگا فائدہ قسمت آزمائی سی

رند بنتی کبھی نہ ہم نواب

کچہ بھی ہوتا جو پارسائی سی

کچہ ایسی شہری مری آہِ بی اثر کی ہوئی ۶۵ کہ جسکی سننی سی ٹکڑی دل و جگر کی ہوئی
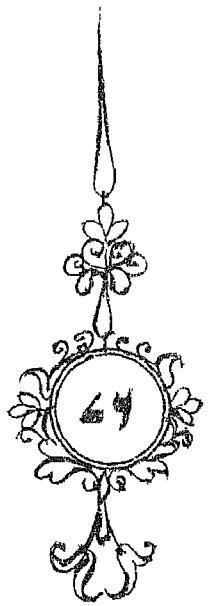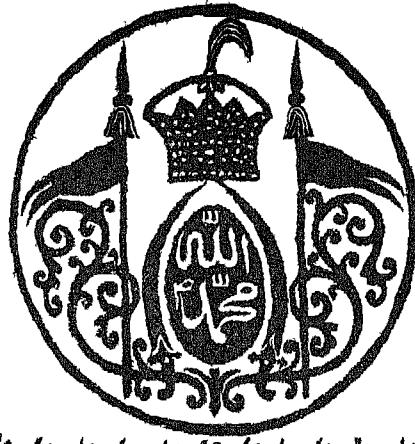
جو شامِ غم سے بچے بھی تو حال کیا ہوگا
یہی جو رنگ شبِ ہجر کی سحر کی ہوی

خدا ہی جانے جو ہوتی تو کیا غضب ہوتا
نہونی پر تو یہ چرچے تری کمر کی ہوی

ہوئین جفائین تو مجھ پہ بہت مگر خوش ہون
کہ ختم ظلم تو اس چرخِ کینہ ور کی ہوی

کچھ ایسی یاس تھی ہم سمجھے قاصد اپنا ہائے
جو ٹکڑی ٹکڑی عدو کی بھی نامہ بر کی ہوی

جوابِ نامہ سنا ہے کہ غیر لاتا ہے
اگر یہ سچ ہے تو ہم ایک ہی خبر کی ہوی

تمام عمر بہت کچھ سنا مگر نہ سنا
کہ رحم کھاکے یہ بت بھی کسی بشر کی ہوی

امید غیر سے کیا ہو جب اپنے دیدہ و دل
ذرا سے لطف مین اوس شوخِ فتنہ گر کی ہوی

یہان بھی ساتھ ہی ہوگی عدم کی تیاری
عدو کی ساتھ وہان عزم گر سفر کی ہوی

کہین نظر نہ لگی غیر کی کہ بزم مین رات
نظارے تا سحر میری چشمِ تر کی ہوی
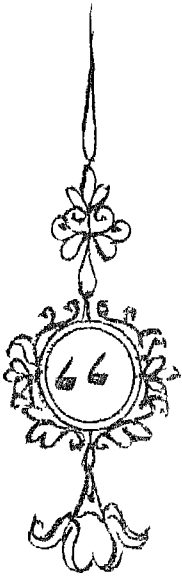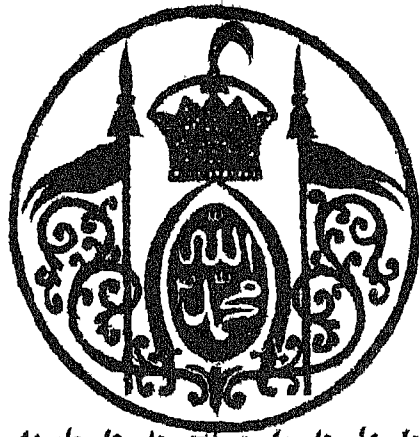
خدا ہی جانی کہ کیا کچھ کرینگی ہم تو آب
جو اوسکی دلمین کچھ آثار بھی اثر کی ہوے

مرتی دم بھی عاشقو نسی نا ہی
سوچ تو یہ کونسا انداز ہی

سنکی آہین میری گھبراکر کہا
یہ اوسی کمبخت کی آواز ہی

ہی مجھی پر شبہہ افشای راز
غیر بھی تو آپ کا ہمراز ہی

زیست بیماری دوا اوسکی اجل
اوس مسیحا کا بھی اعجاز ہی

یہ نہوتا تو نہ کوئی پوچھتا
دردِ دل پردہ دلکو کیا کیا ناز ہی

چشمِ میگون سی ہین میخانی خراب
بابِ توبہ کیون ابھی تک باز ہی

دیکھیی اسکا ہو کیا انجام ہای
جس محبت کا یہ کچھ آغاز ہی

دل مرا لیکر چھپاتی ہو جو تم — یہ بھی کیا کوئی تمہارا راز ہی
ہو زمانی بھر کی رسوائی نصیب — عاشقونکا بس یہی اعزاز ہی

موت پر نواب مرنا ہر گھڑی
یہ بھی جینی کا کوئے انداز ہی

ایسی غارت گر سی یارب دیکھیی کیونکر بنی — سیکڑون برباد کرڈالی ہون جسکی گھر بنی
ناز ہونگی کیسی کیسی جسناک ہونی پر مجھی — میری مٹی سی اگر دو چار بھی ساغر بنی
مُہر کردین کاتبِ اعمال بھی بندی تو کیا — ظلم کا تیری نی مانی مین اگر محضر بنی
شومیِ طالع سی ہر دم سوچ آتا ہی بھی — وہ گھڑی تھی کونسی جسدم مری اختر بنی
ناز کافی تھا فقط میری لیی حیرت ہون — قتل کرنی کی لیی کیون سیکڑون خنجر بنی

لذتِ درد و مصیبت سی مجھی سیری نہو
تیری آگی بھی نہ چوکی جو ستمگر ظلم سی
اور تو کچھ بھی نہ آئی شیوہ ہای دلبری

گر شبِ فرقت قیامت سی بھی کچھ بڑھکر نہی
مجھسی اوس سی کسطرح ای داورِ محشر نہی
چٹکیان لی لی کی دل مین آپ ہی دلبر نہی

بات بھی اوسنی نہ پوچھی کوئی ای نواب ہای
گو شکایت کی لیی لاکھون یہان دفتر نہی

٦٨

گر خونِ دل مین میری کفن کو بسائینگی
سنتی ہین آج نعش ہماری اوٹھائینگی
روزِ ازل نہ سمجھی کہ صورت کشانِ دہر
تھی خواہشِ امتحان کی ضد سی رقیب کی

مرقد سی مست ہوکی نکیرین جائینگی
اب بھی اگر نہ آئی تو پھر کب وہ آئینگی
ایسی دراز ہجر کی راتین بنائینگی
یہ کیا خبر تھی سچ وہ مجھی آزمائینگی

ای مرگ روزِ وصل ہی تو آج تو نہ آ
ائی شبِ فراق تو خود ہم بلائینگی

ہنستی ہو میری دیدۂ خونبار دیکھکر
صبحِ شبِ وصال بھی رنگ لائینگی

ہمکو نہ بزمِ عیش مین مہمان کرکے ہم
اٹھین گی تو نالونسی محشر اوٹھائینگی

او سوقت بھی نہ آئیگی کیا موت الحذر
جب وہ مری رقیب کو ساتھ اپنے لائینگی

بیتابیون کو دلسی نکالونمین کسطرح
پہلو مین ناز سی وہ کسیدن تو آئینگی

چادر کسینی گر نہ چڑھائی تو کیا ہوا
وہ آکی قبر پر مری تیوری چڑھائینگی

جو اشک وصل مین بھی نہ تھمتی ہون ایکدم
اللہ وہ فراق مین کیا رنگ لائینگی
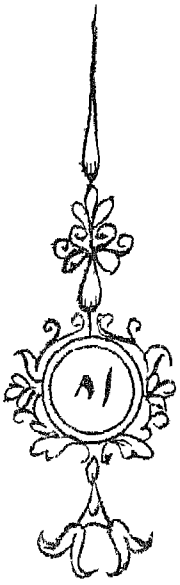
یون دیکھتی نہین وہ تو اونکی بھلا نیکو
محفل مین ہم رقیبونسی آنکھین لڑائینگی

زنجیرِ پا وہ نسی جو نہ کاٹی تو کیا ہوا
قیدِ حیات سی تو مجھی وہ چھڑائینگی

کیا سادگی ہی پوچھتا ہون اونہین ہنسی
رازِ وصالِ غیر وہ کیونکر بتائینگی

ایمان و جان تو بچ گئی پر اب بھی ہی فکر
دلکو ادا و ناز سی کیونکر بچائینگی

تکلیف ابھی نہ دشت نوردی کی دی جنون
وہ راہ پر نہ آئی تو پھر خاک اوڑائینگی

نالونسی اونکی سامنی کچھ فائدہ نہین
اِن باتونسی تو اور وہ دونا ستائینگی

نواب عشق کا نہین کچھ اور اثر تو ہو
شہرت تو ہم بھی حسن پرستونمین پائینگی

۶۹

دن ہوا صبح ہوئی شام ہوئی رات ہوئی
پہ نہ اوس شوخ سی دم بھر بھی ملاقات ہوئی

گالی جھڑکی تو ہمین خیر مساوات ہوئی
بات بڑہ جائیگی اعدا سی اگر بات ہوئی

روزِ محشر کی وہین تک بدلے لیجائینگی
شبِ فرقت کی اگر کچھ بھی مکافات ہوئی

کیفیت خلق کی کیا ہوگی بتا تو یارب
حشر کی دن بھی کبھی ہجر کی گر رات ہوئی

خود وہ گھبرا کی چلی آئیں مری گھر ناصح
عاشقی یہ نہوئی کوئی کرامات ہوئی

سوجھی فرقت ہی کی ظالم کو جو سوجھی تدبیر
اوسکی وصلت کی فلک سی کوئی گھات ہوئی

کچھہ دل آزاد کبھی ہوتی گرفتارونکی
خوبرویون سی کبھی ایسی نہ خیرات ہوئی

وہ ملی بھی تو رقیبونکی بہان اکدم کو
بعد مدت کی یہ تاثیر مناجات ہوئی

ہو سحر شام ہی سی چاہتی ہو تم نواب
ہجر کی شب نہوئی وصل کی یہ رات ہوئی

الفت غیر سی ہرگز وہ پشیمان نہوی
نہوی ہای مری وہ کسی عنوان نہوی

ہجر مین کون سی دن موت کی سامان نہوی
وای قسمت کہ وہ میریکبھی مہمان نہوی

روزِ وصلت کی تو ہین یہ چھیڑین اُنکی
تو کہان جاہی گی گر ہم شب ہجران نہوی

دلِ اغیار ہین بھی تجھکو جاہی دیتی
حیف صد حیف کہ ہم تیری نگہبان نہوی

سخت جانی سی ہوئی گو مجھی تکلیف بڑی
شکر ہی موت کی تو جان پر احسان نہوی

لطفِ وصلت نی شب وصل نہ پایا سب تجھی
ہای اوسوقت مری دلمین تجھی ارمان نہوی

بی نیازی اسی کہتی ہین کہ مجھسی وہنی
وعدۂ وصل تو کیا ظلم کی پیمان نہوی

اونکی ناکامی اوٹھین سی کوئی جا کر پوچھی
جوادا پر تیری سو جان سی قربان نہوی

خلشِ زخم مین کچھ اور ہی لذت ہوتی
دمین افسوس تری تیر کی پیکان نہوی

کونسی جا ہی سماتینگی تباہ تو یارو
میری دل مین جو کبھی وصل کی ارمان نہوی

ہای جی بھرکی تڑپنی کی نپائی لذت
زخمِ دل جتنی ہین اوتنی ہی نمکدان نہوی

حسرتِ وصل کی جس شوخ سی درمان نہوی		ہو چکا اوس سی مداوا مرضِ فرقت کا

بت پرستی کی نچھوٹی کبھی عادت اپنی

کعبی ہو آی مگر پھر بھی مسلمان نہوی

۱۰

کون مصروفِ خود آرائی ہی	جسکی اک خلق تماشائی ہی
نہ مرون اب تو مروت سی ہی دور	بعد مدت کی اجل آئی ہی
یہ غلط ہی کہ ہی زینت کی لیی	قتل کی واسطی رعنائی ہی
آینہ سامنی آیا ہی آج	ہم ہین اور آپ کی یکتائی ہی
ساری دنیا ہی جو بیگانہ تو ہو	تیری غمسی تو شناسائی ہی
حشر تک جور اوٹھانی کی لیی	مینی مرنیکی قسم کھائی ہی

موت سی خاک ہو دلکو تسکین
ناتوانی نہین مرنی دیتی

تجھسی بھی بڑھ کی وہ ہرجائی ہی
ضعف سی ابتو توانائی ہی

ظالمونسی تو حذر ہو نواب
ربط ہو اون سے یہ دانائی ہے

گرہ وہ کیون ہوئی تجویز اب جبین کی لیی
بنی تھی جو تری گیسوی عنبرین کی لیی

نویدِ وصل سی خوش ہون مگر یہ ڈرتا ہون
نکل نہ آئی بہانہ کوئی نہین کی لیی

شبِ وصال بھلا اونسی کیونکر لون
جو لب بنی ہون فقط آہ و آمین کی لیی

نہ آئی کام مین یارب جو دامنِ محشر
تو دی مجھی کو مری جیب و آستین کی لیی

بہت سی اور ہین عالم تری خدائی مین
بنا ہی چرخ الٰہی مگر ہمین کی لیی

خوشا نصیب جو پڑھتی ہین شعر کی دفتر — ترستی ہم تو رہی ایک آفرین کی لیے

تری بنانی سی شکلِ رقیب بگڑی ہی — دعائین مانگون نہ کیون صورت آفرین کی لیے

ہزارون بیٹھی ہین افسوس اُنکی محفل مین — جگہ نہین مگر اک میری ہمنشین کی لیے

دمِ وصال وہ تڑپی بہت مگر لوٹ
جہانکی بوسی ملی سینی بھی وہین کی لیے

۳

پیام دی وہ بھلا کس طرح صفائی کی — مری پڑی ہون جسی روز کی لڑائی کی

علاج ہوتی جو کچھ بھی غمِ جدائی کی — تو پاؤن پڑتی طلب کی لیی خدائی کی

مجھی تو صبر ملی انہین مبارک ہون — تجھی کو سب تری سامان کبریائی کی

ہماری غیر کی خاطر سی ہوتی ہی تالیف — وفا سی کھل گئی آثار بیوفائی کی

عدو کو یار کی در سی سوی حرم لایا — مجھی بھی یاد دہین کیا ڈھنگ رہنمائی کی

جگہ نھین مری قسمت مین اتنی پھر کہیو — رقم ہوی ہین یہ صدمی سب جدائی کی

عدو کی آبلون پر باندھی ہی حنا اوسنی — پڑین گی پاؤن ہم اپنی برہنہ پائی کی

ہین وہ اسیر نھین ہون کہ مر کی بھی چھوٹون — بھانی سوچتی ہو کیسی رہائی کی

پڑی ہین میکدی کی در پہ آج وہ نواب

کہ جنکی دھر مین شہرت تھی پارسائی کی

۴۴

جتنی ہین معشوق سب ہین نام کی — جب نہون عاشق تو یہ کس کام کی

وصل مین ہین لطف دورِ جام کی — عیش کی راتین ہین دن آرام کی

وای قسمت سو گئی میری نصیب — بخت جاگی گردشِ ایام کی

ناصح اس ڈھب سی ملامت کر مجھی — جس سی یاد آئین مزی دشنام کی

میری وحشت سی حرم مین مثلِ دل — ٹکڑی ٹکڑی ہو گئی احرام کی

ہو شبِ محشر سی تیرہ جسکی صبح — ہونگی کیا رنگ آہ اوسکی شام کی

تم بتاؤ تو پتا اپنا ذرا — پھر طریقی ہین بہت پیغام کی

ہم تو ترسین جنبشِ لب کی لیی — غیر اوڑائین یون مزی دشنام کی

سیر ہو جائی گی محشر مین اگر — نکلی دو اک بھی ہماری نام کی

عاشق و رسوا و نواب خراب
سب پتی ہین یاد اوس گمنام کی

٥

وصل کا وعدہ اگر تمسی وفا ہونی لگی — پھر تمہین سوچو کہ اوس دم ہائی کیا ہونی لگی

رقصِ بسمل کی تماشی کا جو اونکو شوق ہو	مجھسی بیتابی مین کیا کیا کچھ پیدا ہونیگی
اضطرابِ وصل سی ایجان کیون جاتی بھی تو	اوسگھڑی جانا کہ جسدم وہ جدا ہو جائینگی
حشر مین تو ساری دنیا کو مٹانا ایخدا	جبکہ میرا اوس صنم سی فیصلا ہونیگی
مسکرایا کون ماتم مین کہ جسکو دیکھکر	روتی روتی خندہ زن اہلِ عزا ہونیگی
حشر تک لا کہونکی مر سکی جنہین پروا نہو	دو ہی دن مین مجھسی وہ کیون آشنا ہونیگی
ذکر کیون کرتی ہو میرا بزم مین ایسا نہو	میری ضد سی غیر کا کچھ تذکرا ہونیگی
تم خفا ہوکر چلی جاؤ تو کچھ پروا نہین	حسرت و اندوہ کیون دلسی جدا ہونیگی
کیون نہ وون بہوت کچھ عشقِ بتانکی جا نتیجہ	جسکی حیرت خلق مین اب جابجا ہونیگی

یاد کر لینا ہماری حسرتونکو اوسگھڑی

جب کبھی نواب اوس سی سامنا ہونیلگی
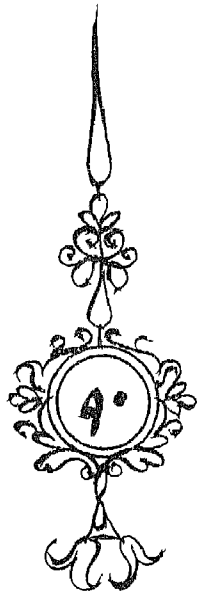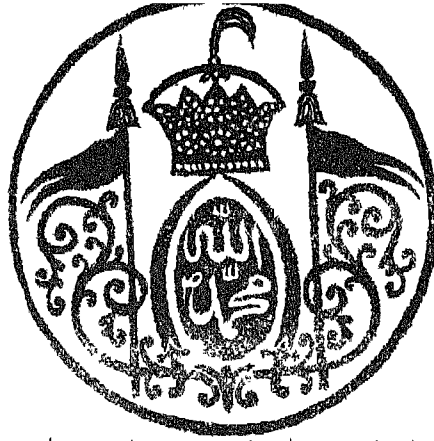
یہان تو چشم تر پرآستین ہے
بلاسی وہ نگہ سحر آفرین ہے

دھڑکتا کیون نہین ہی وقت بیداد
کہو کسطرح کیا دل تھی نہین ہے

تمنا بوسۂ رخ کی تھی پہلی
لبون پر اب تو آہ واپسین ہے

می و مینا و ساقی جام و محفل
سبھی کچھ ہی مگر اک تو نہین ہے

رہائی مر کی بھی غم سی نہوگی
فلک پر کہتی ہین خلد برین ہے

نہ کہاؤ وعدون پہ ایجان قسمین
ملوگی بس چلو دلکو یقین ہے

نہوتا دل تو کوئی غم نہوتا
ہوا دشمن تو میرا ہمنشین ہے

نہین دشوار کچھ جی سی گذرنا
تمہین جو چاہی اوسکو آفرین ہے

کہین دل ہی کہین جانِ حزین ہی	پریشانی ہی میری قابلِ دید
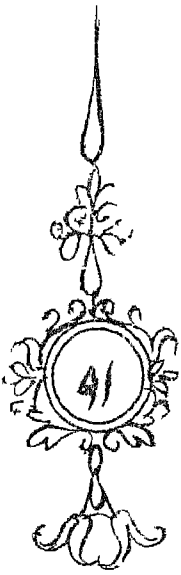
ذرا نواب ادب سی پاون رکہنا
درِ جانان ہی یہ کعبہ نہین ہی

ہی جور ہی پر اوسکی نظر دیکھ ادا بھی	ناصح نہین انصاف ترے دل مین ذرا بھی
تو کیا نہوا آگاہ ترا رنگِ حنا بھی	دی بوسہ تو یون لون ترے قدمونکی قسم ہی
جب ذکر وفا کیجیی کہتی ہین کہ جا بھی	خوش ہوتی ہین کیا کیا گلۂ جور و جفا سی
کچھ دل کی تشفی کی لیی اوسنی کہا بھی	قاصد تری قربان ذرا یہ بھی تو کہدی
جب جانون کہ اسکو نہ سنو روزِ جزا بھی	نفرت مری فریاد سی ہی تمکو یہان تو
جاؤن نہ تری گھر سی اگر آئی قضا بھی	طاقت ہی رقیبونکی کہ وہ مجکو اوٹہا دین

کچھ حصر نہیں غمزہ و انداز و ادا پر
ہر بات میں کرتی ہیں وہ اک ناز نیا بھی

خنجر کی جراحت سے نہیں ملتی ہی لذت
الماس جو چھڑکو تو بھلا آئے مزا بھی

تسکین نہو اس دلِ نومید کو تو اب
آئے جو تسلی کو مری آپ خدا بھی

ہی ناگوار وصل تو لطف و کرم سہی
یہ بھی نہو پسند تو جور و ستم سہی

لغزش ضرور ہو گی مری سرنوشت میں
گو ہاتھ میں قضا و قدر کی قلم سہی

اغیار تو کہیں گی بڑا سخت جان مجھے
تیری ہی جلوے کی لیے آنکھوں میں دم سہی

انکار رشکِ غیر میں ہی مصلحت تو خیر
یہ بھی تری نہ ملنی کی جھوٹی قسم سہی

آئیں جو خط رقیبوں کو لکھ کر نہیں جواب
مجکو بھی کوئی نامہ کرینگے رقم سہی

کچھ بت پرستیوں سی خدا مل نہ جائیگا
کعبی کی پردی مین بھی وہ کافر صنم سہی

نازک مزاج یار ہی خط کو نہ طول دو
دو چار فقری درد و مصیبت کی کم سہی

آبِ حیات جان کی دی مجکو گالیاں
ظالم سوالِ بوسہ مری حق مین سم سہی

کوتاہیِ وصال ادہر خوفِ غیر اودہر
ہمنی اونہون نی شب کو اذیت بہم سہی

نواب پیشوائی ہی قاصد کی پر ضرور
دس پانچ منزلین نہون دو اک قدم سہی

۷۹

یا مصیبت کی مری دل مین سمائی ہوتی
یا شبِ ہجر زمانی مین نہ آئی ہوتی

بال و پر ہمنی ہلائی تہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسی امیدِ رہائی ہوتی

دلِ بیتاب کی تسکین کی لیی اے قاصد
جہوٹ ہی کوئی خبر تو نی سنائی ہوتی
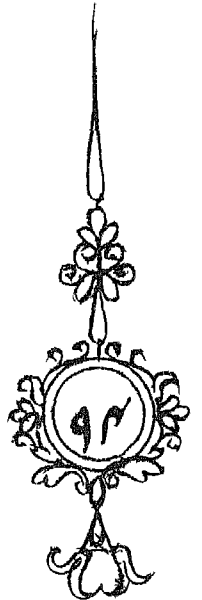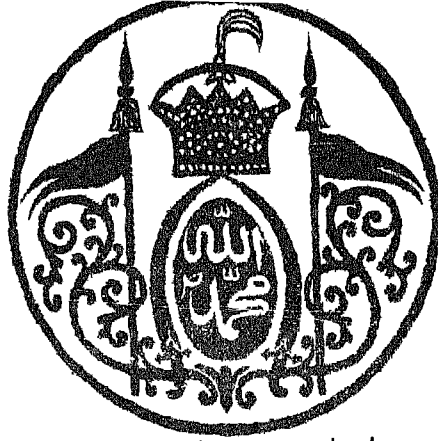
انتظارِ شبِ غم کی تو نہ ہوتی صدمے — تم نہ آئی تھی تو پھر موت ہی آئی ہوتی

غیر کی آہ مین بھی ہای نہین کچھ تاثیر — یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

مانگتا تجھسی خدا جانی مین کیا کیا کچھ آج — کوئی حسرت بھی اگر دلکی برآئی ہوتی

اور کیا خاک مین ملجانی سی میری ہوتا — یہ بھی ہوتا کہ ذرا تمسی صفائی ہوتی

ہون وہ غمدوست کہ نواب کچھ آنسو پچھتی
میری ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

اوس شوخ سی جو وصل کی سامان ہوگئی — تھی درد جتنی دلمین سب ارمان ہوگئی

گفت و شنیدِ غیر سمجھتی تھی ہم غلط — سرگوشیون سی تیری مگر کان ہوگئی

ایسی کہان نصیب کہ مین چپ ہوئی تو تھی — کچھ منہ سی تو بتا تری قربان ہوگئی

شکوونکو سنتی بیٹھی تھی کس حوصلی سی تم
دو ہی گلون مین میری پریشان ہو گئی
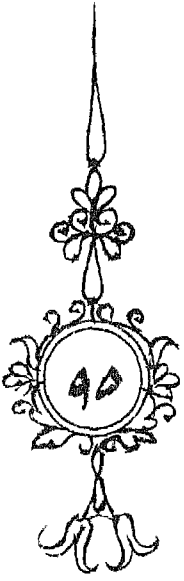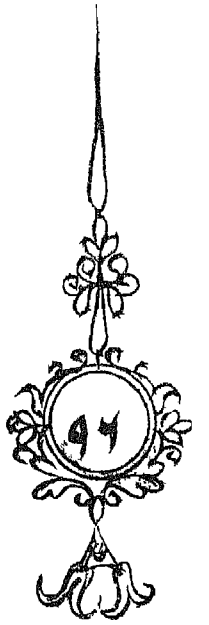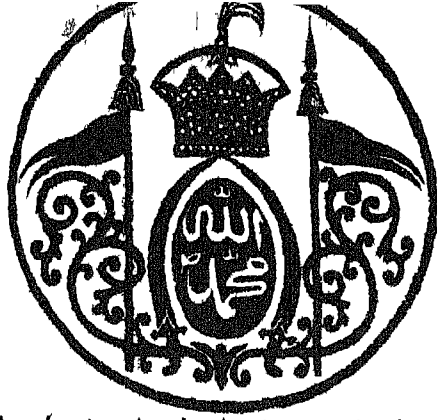
کیا پوچھتی ہو کیا تری دلپر گذر گئی
جو ظلم ہو گئی وہ مری جان ہو گئی

دشوار اونکی وعدی تھی گو غیر ہی سی تھی
مشکل یہ ہی کہ وہ بھی تو آسان ہو گئی

ایسونسی دلکو جان کی تمنای وصل ہو
جو عہدِ وصل ہی سی پشیمان ہو گئی

گو ہم تڑپ کی مر گئی شوقِ وصال مین
اغیار پر تو آپ کی احسان ہو گئی

حیرت بھی میری قابلِ حیرت ہی دوستو
جسکو وہ رات دیکھکی حیران ہو گئی

کنجِ لحد مین کیسی وہ راحت سی ہونگی
پچھلی نگہ مین جو تری قربان ہو گئی

نواب محو ہو گئی کیا کفر کی مری
ضد سی ہنونکی تم جو مسلمان ہو گئی
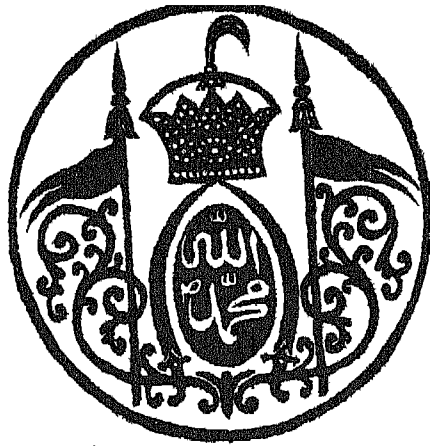
ساری خلقت فنا نہو جای | تم جو چاہو تو کیا نہو جای

بیگنہ قتل کرتی ہو دیکھو | کوئی مجھسی خطا نہو جای

آہ سی دیتی ہو مثال کہین | زلف بھی نارسا نہو جای

تم نہ ملنا مری گلی جب تک | درد دل سی جدا نہو جای

اثرِ آہ سی یہی ہی خوف | بیوفا باوفا نہو جای

لیگئی ہی صبا تری خوشبو | گل چمن سے ہوا نہو جای

وصل مین ای سحر نہ آ جب تک | صبحِ روزِ جزا نہو جای

آینہ دیکھتی تو ہو دیکھو | حال میرا ہی سا نہو جای

اوسکو سغہ ورتو بخر نوآب

کہین کافر خدا نہو جای

لذتِ وصل اگر ہجر مین پیدا ہوگی
شب تو کیا روزِ جزا سی بھی نہ ایذا ہوگی

۸۲

خوابِ راحت کی مزی ہونگی اوسی کو حاصل
جسکی پہلو مین تری زلفِ چلیپا ہوگی

کسطرح ٹوٹی گی پھر اوسکی حیا ای واعظ
وصل کی رات بھی گر حرمتِ صہبا ہوگی

دیکھتی وقت وہ تصویر نسمجھی تھی کہ ہای
صورتِ رنج اسی شکل سی پیدا ہوگی

کیون ڈرون ہجر سی امید کی ہو عمر دراز
بڑھ کی کیا اس سی بھی ناصح شبِ یلدا ہوگی

کون حسرت کو مری روزِ جزا دیکھیگا
ساری خلقت تو وہان محوِ تماشا ہوگی

بند کر دیگی وہان ضعف کی قوت افسوس
چشمِ حسرت زدہ حیرت سی اگر وا ہوگی

تیری کوچی مین اگر دفن نہونگا تو ضرور
وحشتِ دل سی مری قبر بھی صحرا ہوگی

زیست مین مجھسی تغافل ہی تو ہوئی نواب
بعد مرنیکی بھی کیا اونکو نہ پروا ہوگی

یارب بنا ہی غیر بھی بیداد کی لیی
یا ہی فقط یہ مجھسی ہی ناشاد کی لیی

ای رحمتِ عمیم ذرا دیکھ تو کہ مین
آیا ہون کس امید سی فریاد کی لیی

کیا مانگون اپنی بگڑی نصیبونکی واسطی
ہین خوبیان تو حسنِ خداداد کی لیی

نکلا نہ کوئی کام کبھی اس سی ای خدا
ہوا اور چرخ عالمِ ایجاد کی لیی

کیا ناز ہونگی اوسکو کہ جسنی دمِ اخیر
بوسی تڑپ کی دامنِ جلاد کی لیی

اس عشق کا برا ہو کہ صدمی وہ اوٹھای ہین
شیرین نی کیسی خاطرِ فرہاد کی لیی

ملتی ہین کچھ عجیب اسیر یہان لذتین
کیونکر دعائین مانگون نہ صیاد کی لیی
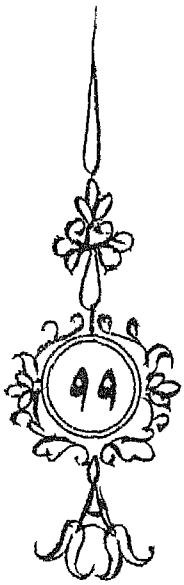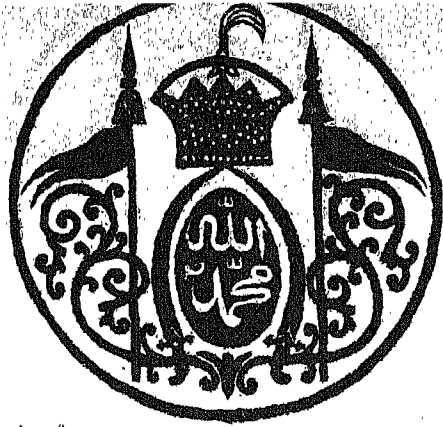
پامال ہو جفای فلک سی تو تھی | وہ دل بنا ہو جو تری بیداد کی لیی

کیون اونکی شکل دیکھتی ہی محو ہو گئے
نواب تم تو آی تھی فریاد کی لیی

ہوئی اک مجھی سی یہ شہرت تمہاری | غضب ہو جو عاشق ہو خلقت تمہاری
ذرا تم بھی سن لو کہ آئی ہی تا لب | بڑی مشکلون سی شکایت تمہاری
ہوا ہی بہت طول فرقت کو در ہی | کہین بھول جائی نہ صورت تمہاری
اگر زاہد و ہون نہ جلوی بتون کی | تو جائی جہنم مین جنت تمہاری
ملانا ذرا خاک مین سوچ کر تم | بھری ہی اسی دل مین حسرت تمہاری
بھلا کیا ڈرو گی نگاہین جور و جفا سی | کہ یہ تو ہی مدت سی عادت تمہاری
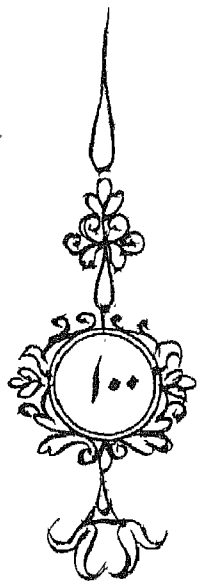
نہین ہی نہین ہی شرارت سی خالی
یہ چپ بیٹھنا اور حیرت تمہاری

رکاوٹ سی کھنچنا لگاوٹ سی ملنا
کوئی مجھسی پوچھی شرارت تمہاری

ہزارون ہی نقشی زمانی نی بدلی
نہ بدلی مگر اک طبیعت تمہاری

حذر کرتی ہی جس سی نو خلقت اب
ہوی عاشق او سیرہ قسمت تمہاری

مری مرتی ہی بدلی عادت تمہاری
گئی اب کدھر وہ شرارت تمہاری

جو میری سی ہو جای حالت تمہاری
تو ہو قابل دید صورت تمہاری

خدا جانی کیا کچہ دکھائی گی ہمکو
شب وصل مین یہ نزاکت تمہاری
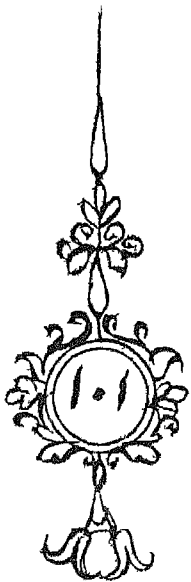
ذرا مجھکو مرنی تو دو دو ہی دن مین
رہیگی نہ کوئی یہ خصلت تمہاری

قیامت میں جب دیکھتا ہوں بلائیں
تو یاد آتی ہی مجھکو وقت تمہاری

ذرا میری اشکونکو آنکھونمیں رکھلو
کہ دیکھوں میں جی بھر کی صورت تمہاری

شب وصل دشمن کی ساری حکایت
بتا دیگی مجھکو خجالت تمہاری

عزیز اسکو رکھوں نہ کیوں جان سی میں
بہت دلنی کی ہی رفاقت تمہاری

قیامت کی فتنونسی کیوں ڈر ہو مجھکو
کہ انسی تو بڑھ کر ہی فرقت تمہاری

غم دل سی نواب آخر ہوئی تم
ہوئی غم سی آخر یہ حالت تمہاری

۸۶

مرتی دم اوسکی تصور سی جو آسانی رہی
روح کو بھی میری مدت تک پشیمانی رہی

میری پہلو میں بھلا کیونکر اوسی چین آئیگا
تیری زلفونمیں بھی جب دلکو پریشانی رہی

ہجر مین پائی تھی دلنی بسکہ ویگی مری
وصل مین بھی گریۂ شادی کی طغیانی رہی

ہو دمِ بسمل الٰہی یہ نصیبِ دشمنان
مدتون تک تو مری دل مین گرانجانی رہی

موت کی وصلت سی شاید چین دلکو ہو تو ہو
جیتی جی تو ہجر مین تکلیفِ روحانی رہی

وصل مین سکتہ ہوا تو کیون دکھایا آئینہ
جس سی میری روح کو تا حشر حیرانی رہی

وحشتونکا یا الٰہی یو ہین ہو خانہ خراب
انکی ہاتھون جیسی میری گھر مین ویرانی رہی

دامنِ محشر سی پوشیدہ کرونگا تن بدن
مرکی بھی نواب اگرچہ فکرِ عریانی رہی

۸۷

نیچی نگہ کو دیکھکی اک خلق مرگئی
شوخی تمہاری شرم کی کیا کام کرگئی

غافل نہ جان تو مجھی محفل مین ہمنشین
دل بھی وہین سمجھ کہ جدھر وہ نظر گئی

فکر حیا و خوف غم اندیشہ سحر
ساری شب وصال اسی مین گذر گئی

خواہش ابھی ہی زیست کی پر کیا کرین ہم
مرنی ہی کی جو عشق بتان مین ٹھہر گئی

زاہد مجھی تو عشق سی کرتا ہی منع تو
تیری عبادتو نسی طبیعت نہ بھر گئی

آتا ہو تجکو مرگ تو آتا اوسی گھڑی
جب وہ کہی کہ نعش عدو کی کدہر گئی

فرقت مین چارہ گر ہی اسی سی تو زندگی
مرجاؤنگا جو لذت زخم جگر گئی

آہی چکی تھی ہای قیامت جہان مین
لیکن شب فراق کی ظلمت سی ڈر گئی

الزام دیتی داور محشر کو حشر مین
مشاطہ کیون بناو سی تیری بگڑ گئی

ہر چند موت آئی شب وصل مین مگر
دلکو خوشی ہی اس سی کہ فکر سحر گئی

کافر بتونکی ایک ہی جلوی سی ہو گئی

ثواب اتنا وہ طاعت کدہر گئی
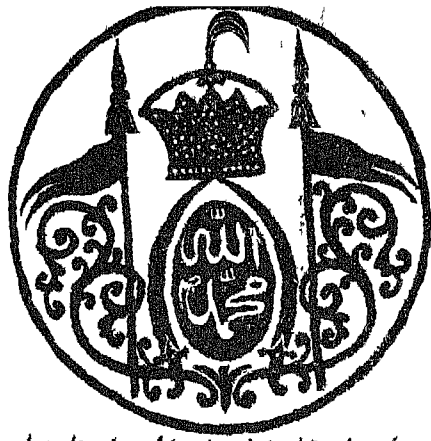
دمِ اخیر بڑا صبر کا یہ احسان ہے — کہ میری قتل سی قاتل مرا پشیمان ہے

پیٔ رقیب ہی کیون قتل کا یہ سامان ہے — ادہر بھی آئیی میری بھی تو دل و جان ہے

جو مر بھی جاؤن تو دلمین تری نہ آئی کبھی — خیال کا بھی مری کیا کوئی نگہبان ہے

سوای یاس نہ چھوڑینگی دلمین شک سی کچھ — سنا یہ ہی کہ عدو کو بھی کوئی ارمان ہے

بنا تو شامِ قیامت تجھی خدا کی قسم — کہ تیری بعد بھی پھر کوئی صبحِ ہجران ہے

نہ اونکی سامنی لی نام تو مرا قاصد — فقط یہ کہدی کہ کوئی بہت پشیمان ہے

لیی ہی حشر مین گر خلق نامۂ اعمال — یہان بھی ہاتھ مین اک پارۂ گریبان ہے

ہی امر سخت مگر دیکھو مرتی ہین کیونکر — تم اپنی منہ سی تو کہدو کہ یہ بھی آسان ہے
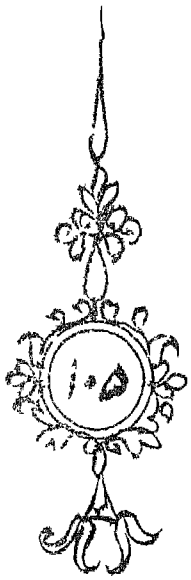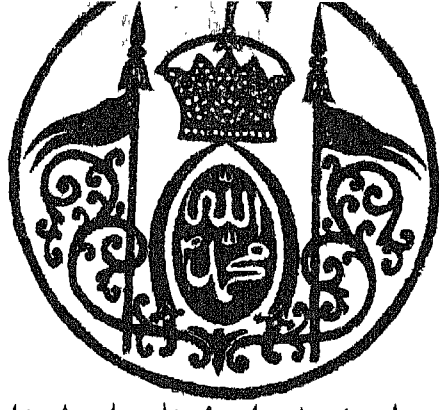
خیالِ غم سے نہ وصلت میں کچھ بھی رہا ان
فراق کا تری اک یہ بھی مجھ پر احسان ہے

کوئی طریقِ ندامت بھی اب نکال فلک
جفا پر اپنی تو وہ مدتوں سے نازان ہے

کہوں میں کیا تری بیرحمیوں کو ہائی کہ تو
خدا سے بھی جو نہ چوکا وہ نامسلمان ہے

بیانِ عشق مرا خیر افترا ہی سہی
رقیب چاہتے ہیں تمکو یہ بھی بہتان ہے

مآلِ عشق میں نواب ہای کیا ہوگا
ترا تو حال ابھی سے بہت پریشان ہے

۸۹

آئینی کو دیکھتی ہی اور تیور ہو گئی
آج ہم تم دونوں حیرتمیں برابر ہو گئی

ایسی لذت تھی تری جَور میں جستجو دیکھکر
رحم دل ساری زمانیکی ستمگر ہو گئی

دوست تو کیا دشمنونکو بھی نہ یارب مصیبت
ہجر کی ہاتھوں سے جو صدمی کہ مجھپر ہو گئی

وعدہای وصل مجھسی گو سراسر جھوٹ تھے
پر اداؤن سی تری وہ بھی تو باور ہو گئی

دیکھیی اب خاطرِ اغیار سی ہوتا ہی کیا
ظلم تو اتنی ہوی ہم پر کہ خوگر ہو گئی

ٹکٹکی جب بندھ گئی رخسارِ جانانکی طرف
موی مژگان بھی نگہ کی حق مین زنجیر ہو گئی

رحم کر ای جوشِ رقت خدکی پرو کچھ نیکی ہی
جیب و دامن تک تو اشکون سی تر ہی ہو گئی

رات آئی گی تو ہو گا ہای کیا اسکا علاج
روزِ فرقت مین تو سو حیلون سی جان بر ہو گئی

دشمنونکی حال پر لطف و کرم کیونکر نہو
ساری دنیا کی تو جور و ظلم مجھپر ہو گئی

تم تو تھی ہر بات مین نواب اک آفت کی چیز
کیا ہوا جو دو ہی دن مین ایسی مضطر ہو گئی

ہجر مین کہنا تو ہی لخاطرِ اعدا سی ہی ۹۰ وصل کا وعدہ بھی آپا ونکی ہی کہا سی ہی

خوف عقبیٰ سے نہ کچھ کاہش غم دنیا سے ہے / صدمہ دل پر صرف تیرے ہجر کی ایذا سے ہے

وقت نظارہ بنی ہوتی سراپا چشم شوق / دید کی مجکو شکایت اپنی ہی اعضا سے ہے

ایک ہی معشوق ہے عاشق ہے جسپر ساری خلق / لاگ زاہد تجکو ناحق کافر ترسا سے ہے

وہ جو آجائے تو یہ ہو جائے دم بھر میں تمام / حشر کو بھی دشمنی میری شب یلدا سے ہے

عرش سے تا فرش ہو جب تنگ تسکین دل / وحشتوں میں مجکو شکوہ تنگی صحرا سے ہے

زندہ ہو جاتے تو ملتے قتل کی کچھ بھی مزے / تجھسے کیا یہ گفتگو تو حضرت عیسیٰ سے ہے

حرمت مے کر چکا واعظ ذرا یہ بھی بتا / رونق بزم طرب کیوں ساغر و مینا سے ہے

بعد مرنے کی میں ہی نعرہ اب ہو خاک بقیع / یہ گزارش میری شاہ یثرب و بطحا سے ہے

بنی نہو جو مصیبت کبھی کسیکی لیے
ملی فراق مین یارب وہ دل لگی کی لیے

رولادے تو ہی ذرا مجکو رشکِ غیر کہ وہ
بہانہ ڈھونڈھتی ہین بزم مین ہنسی کی لیے

نہین ہی رحم کی قابل مری فنا ہی سہی
قصور تو ہین بہت سی ستمگری کی لیے

یہ نارسائیِ قسمت کہ جب بُلاتی ہو
تو غیر ہوتی ہین آمادہ ہمرہی کی لیے

تم اور لیکی کسی دل کو پھیر دو کیا خوب
یہ فقرہ بھی ہی فقط میری دلدہی کی لیے

شبِ فراق مین آنے کی کیون نہ کی تعلیم
بنائی موت تھی یارب جو زندگی کی لیے

فلک نہ کر مری خاکِ لحد کو تو برباد
کوئی جگہ تو رہی ہای بیکسی کی لیے

عبث ہین عیش کی شکوی نہین کبھی نواب
یہ غم نہین ہی جو ممکن ہو ہر کسیکی لیے

۹۲

نہ آئی کسی پر طبیعت مری ‌ ‌ ‌ ‌ تمہاری سوا ہائی شامت مری

مگر تمنی دیکھی ہی صورت مری ‌ ‌ ‌ ‌ کہ کرتی ہی خلقت زیارت مری

بہت کچہ سُنا ہی تمہاری لیی ‌ ‌ ‌ ‌ ذرا تم بھی سُن لو مصیبت مری

وفا کی طرح کیا نہیں آشنا ‌ ‌ ‌ ‌ جو تم پوچھتی ہو حقیقت مری

نہ پای لذت کہیں ظلم کی ‌ ‌ ‌ ‌ نہ کرنا عدو سی شکایت مری

یہ روز ازل کیون بنائی تھی ہای ‌ ‌ ‌ ‌ جدائی تری اور قسمت مری

کسی سی نہ کوئی محبت کری ‌ ‌ ‌ ‌ دمِ نزع ہی یہ وصیت مری

وہ بھولی سی آجای شاید کبھی ‌ ‌ ‌ ‌ بنی کو بکو ایک تربت مری

نزاکت سی تیری نہیں یہ امید ‌ ‌ ‌ ‌ کہ دل میں تری ہو شکایت مری

عجب ناز خانی کو تھا اوس گھڑی
بنائی تھی جسوقت قسمت مری

نکل جای گی فرط لذت سی جان
نہ کر اس ادا سی عبادت مری

بتا تو ہی ای شوق پھر کیا کرون
جو آئی پسند اوسکو وقت مری

خدا جانی نواب کیا کچھ کہون
جو وہ مجھسی پوچھی حقیقت مری

۹۳

تم اگر ہمکو باوفا کہتی
ہم خدا جانی تمکو کیا کہتی

دیکھین ہوتا ہی دن بسر کیونکر
شب تو گذری خدا خدا کہتی

حسرت اسمین تمہاری تھی ہی
دل کو کیونکر بھلا برا کہتی

کچھ بھی ہوتی اگر رقیبون پر
تو جفا کو بھی ہم وفا کہتی

حال میرا نہ سنتی وہ نہی
آہ سی دیتی ہم اگر تشبیہ
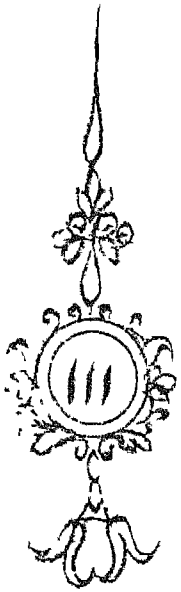
کاش اپنا ہی مدعا کہتی
زلف کو بھی وہ نارسا کہتی

غیر کا حال دیکھکر نواب
چپ نہ رہتی تو اور کیا کہتی

۹۴

مرقد تو عاشقوں کی تہ آسمان رہے
وہ کیا کری نہ کوئی بھی جسکا نشان رہے

لیلی رہی نہ قیس کی باقی نشان رہے
افسانی تیری ظلم کی ابی آسمان رہے

رقیبی مدعی کی گلی سی لگی ہین وہ
یارب مری بھی عزت آہ و فغان رہے

دلکو جلاو قتل کرو غیر سی ملو
باقی نہ جی مین کچہ ہوس امتحان رہے

اپنی خیال کی ہی یہ تاکید آنکھ سی
تا خواب کا بھی ہجر مین اک پاسبان رہے
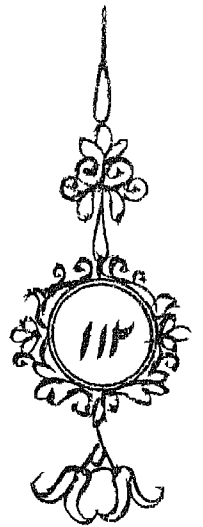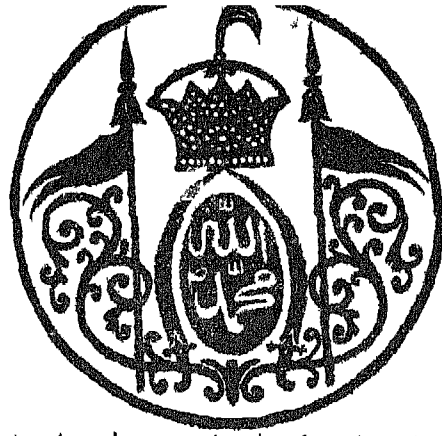
پڑتی نہ ہو جو آنکھ سوا تیرے چہرہ پر
افسوس درد و غم میں وہی خونفشاں رہے

اک وہ ہیں ساری عمر رہے جو نشاط میں
اک ہم ہیں بعدِ مرگ بھی جو نوحہ خواں رہے

سجدے کرینگے مرغِ گرفتار بارہا
کنجِ قفس میں کچھ جو مری استخواں رہے

کیا قہر ہے کہ صبحِ شبِ وصل مدعی
وہ پوچھتے ہیں مجھسے کہو تم کہاں رہے

وہ لطف ہر تڑپ میں اوٹھائے کہ شوقِ تیغ
مقتل میں کس مزے سے ترے نیمجاں رہے

اتنا بھی اب لحاظ نہیں جب کہا کہ رات
گھر غیر کے رہے تو وہ کہتے ہیں ہاں رہے

مجکو اوٹھائے دیتے ہو کیوں اپنے در سے تم
مرنے کے واسطے بھی کوئی ناتواں رہے

دارین میں نہ پوچھے جسے کوئی اے خدا
انصاف کر کہ چین سے بھی وہ کہاں رہے

نواب اسی سے کام ہے لینا اگر کی ان

دلمین شکایتِ ستمِ آسمان رہی
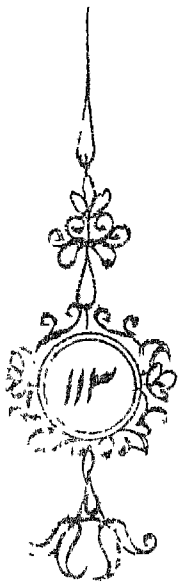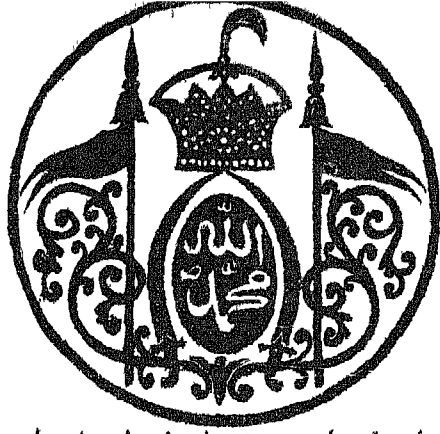
تنہا نہین فسون سی وہ گیسو بھری ہوی	آنکھونمین بھی غضب کی ہین جادو بھری ہوی
حیران ہون کہ بیٹھو گی محفلمین کس جگہ	میری تو زخمِ دل سی ہین پہلو بھری ہوی
ساقی یہ ہی تکلف اوٹھا اپنی جام کو	کافی ہین بس شراب سی چلو بھری ہوی
تیری شہیدِ ناز کی تربت بنی کہان	ہین کوبکو تو کشتۂ ابرو بھری ہوی

۹۵

نواب روی غیر کو تکتی تھی وقتِ مرگ
کن حسرتون سی آنکھونمین آنسو بھری ہوی

فرد

قیامت ہی وہ نقشِ غیر پر بیٹھا ہو گری
نزاکت سی گران ہو جسکی ہونٹون پر تبسم تک
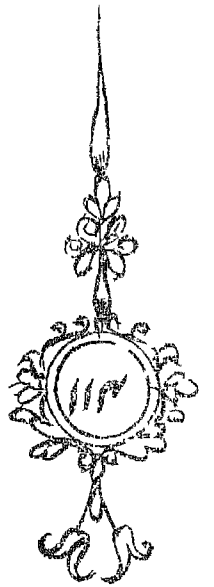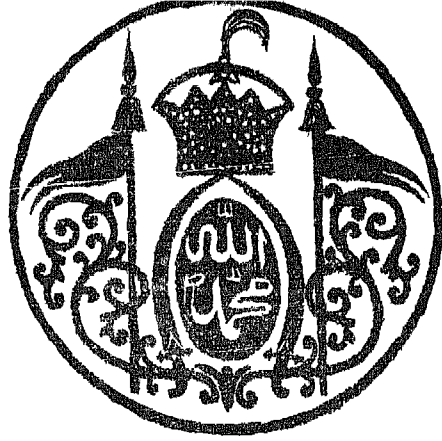
یہ غزل قریب ختم طبع دیوان ارشاد ہوئی تھی لہذا علیحدہ درج کی گئی

قتل کرنے میں مری تجھکو تامل ہو گیا
سخت جانی دیکھ اسکا بھی تحمل ہو گیا

عیش کی پیغام سے تو تم بگڑتی ہو بھلا
کیا کرو گے گر کبھی غم پر توکل ہو گیا

انتظارِ مرگ کی کمبخت کوئی حد بھی ہے
خاتمہ میرا ابھی کیسا تیرا تغافل ہو گیا

چاہیں جائیں یا نجائیں وہ سوم میں غیر کی
عزم ہی کرنے پہ اپنا تو یہاں قل ہو گیا

رات ہم فریاد کرنیکو خدا کی رو برو
جا ہی پہنچی تھی مگر کچھ پھر تامل ہو گیا

تیری گردن تو مری لسی بھی نازک ہے سوا
اس سے کیونکر خونِ عالم کا تحمل ہو گیا

جان دیگا تو عدو پر میں و نگا موت پر
سیر ہوگی گر مرا تیرا تقابل ہو گیا

دیکھکر نعشِ شہیدِ ناز دوشِ حور پر
مرحبا کا شہرِ خلد شان میں بھی غل ہو گیا
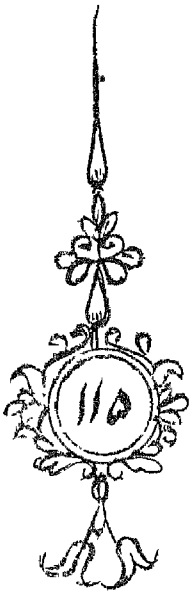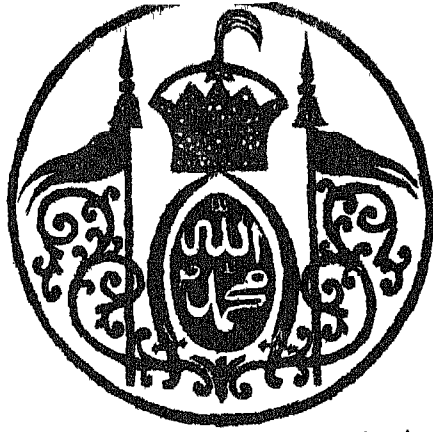
حلقۂ زلف مسلسل ہی کی ہر دم بحث ہے
یہ بھی ای نواب کیا دور تسلسل ہو گیا

قطعات تاریخ طبع

نتیجۂ فکر منشی امیر احمد صاحب امیر

نواب مستطاب جنھین کہتی ہین ملک / یکتای روزگار ہی فخر زمن ہی
ذہن و ذکا و طبع رسا سب ہین بے عدیل / شاہ سخنوران ہی وہ سچا سخن ہی
سرسبز اوسکی دم سی ریاست ہی اسقدر / رضوان مقر کہ خلد سی بہتر چمن ہی
اللہ کیا غریب نوازی کی شان ہی / کہتا ہی ہر غریب کہ میرا وطن ہی
اردو مین چھپ گیا جو یہ دیوان پانچوان / ہر شہر مین مقولۂ ارباب فن ہی
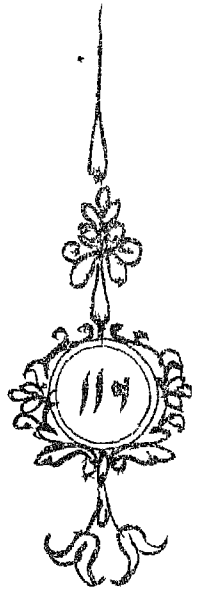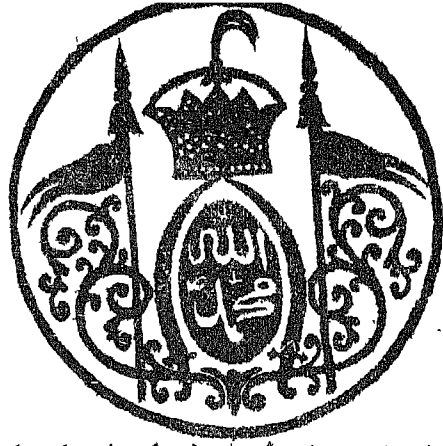
سب شعر انتخاب ہین سب شعر لاجواب	ہی کارنامہ رونقِ ہر انجمن ہی
تاریخِ ختم و طبع کہی ہین یہ امیر	دیوانِ پنجم شہِ ملکِ سخن ہی

نتیجہ طبع میر ضامن علی صاحب جلال ۱۳۰۱ھ

حبذا جلوہ عروس سخن	ہی معانی ہین شانِ محبوبی
نظم والا کی طبع کی ہین جلال	نام و تاریخ دفتر خوبی ۱۳۰۲

نتیجہ طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم

زہی نظمِ نواب جم بارگاہ	پناہِ جہان و جہان پناہ
برومند جاہ و زر و مال سی	تنومند نیرو ہی اقبال سی
شب و روز مانند شمس و قمر	سپہرِ فلک پایہ پر جلوہ گر
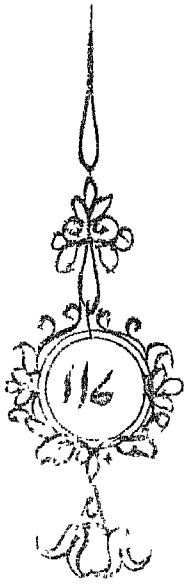
مرادوں سے دل خرم و کامیاب ہوا خواہ آباد حاسد خراب

یہ دیوانِ پنجم ہوا جب تمام چھپا صاف و خوشخط بصد اہتمام

دمِ ختم تسلیم آیا خیال ہوئی فکرِ تاریخ دلکو کمال

کیا عرض یوں سالِ مطلوب ہے یہ بے مثل دیوان چھپا خوب ہے

۱۳۰۲

نتیجۂ طبع منشی انوار حسین صاحب تسلیم

کشورِ معنی میں ہیں نواب شاہ کوئی کر سکتا نہیں ہے ہمسری

لوح شعروں میں ہے اوسکی عسجدی اوسکی مدحت میں ہے عاجز انوری

سنکی بانگِ طبعِ دیوانِ حضور حاضر آئی زہرہ طلعت مشتری

لو چھپا دیوانِ پنجم شاعرو پانچیں آئی تمہاری مشتری
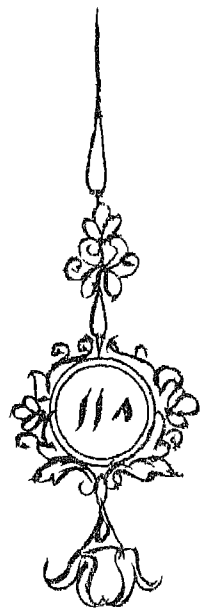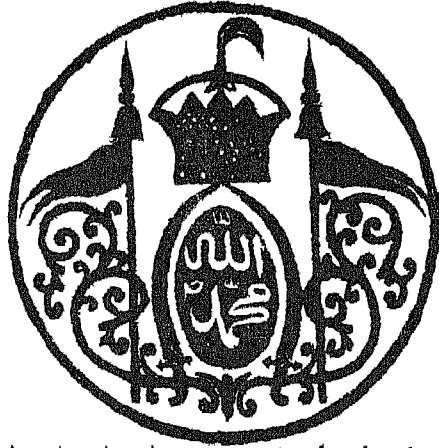
جلبلاہٹ کی بھری مضمون ہین	شوخیِ الفاظ پروازِ پری
روزمرہ مین عیان ہی قشنگی	ہی نہان ترکیب مین آفتگری
معنیِ رنگین سے ہی مصرع اشوخ	ایک نازک شاخ پھولونکی بھری
عرض کر تسلیم اب تاریخ طبع	ہی یہ جانِ شعر و کامِ شاعری ۱۳۰۲ھ

ولہ

جو پوچھی کوئی سالِ طبعِ دیوان	کہو تسلیم نظمِ گوہر آگین ۱۳۰۲

نتیجہ طبع منشی الفت پرشاد صاحب قدر میر منشی محکمہ عالیہ

مری حضور کا دیوان یہان چھپا	ہر ایک بیت ہی گویا نگار خانۂ عصر
کہا یہ قدر نی تاریخ طبع کا مصرع	کلامِ داورِ دارا حشم یگانۂ عصر ۱۳۰۲

نتیجۂ طبع محمد نیاز علیخان صاحب ناظر محکمۂ عالیہ صدر
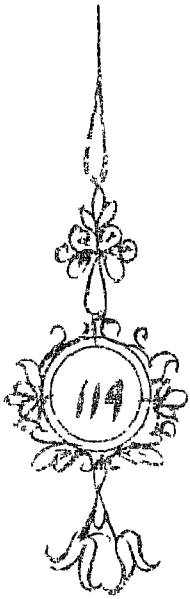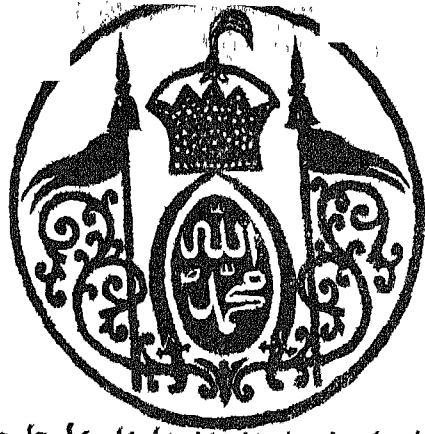
واہ کیا خوب چھپ گیا دیوان	نہیں جسکا کوئی عدیل و نظیر
پھر تاریخ طبع ناظر سے	کہا ہاتف نے حیطۂ تسخیر ۱۳۰۲

تقریظ در صنعت نثر مرجز از بندۂ صمیمی آغا علی تقی منصور

ایوان تخیل میں ۔ تھی انجمن شوره ۔ بیٹھی تھی بڑی دانا ۔ مشہور زمانی کی ۔ تقدیر قوی قدرت ۔ تدبیر جہان آرا
ادراک نکو باطن ۔ پیر خرد آخر بین ۔ دانشگر عقل کل ۔ فکر ہنر اندیشہ ۔ اندیشۂ حق بینہ ۔ بیٹھی ان سبکی
اک آیینہ حیرت ۔ تمکین دو تنخیز سے ۔ تقدیر کو خاموشی ۔ سب مشورے تھی باہم ۔ سرگرم وفا سے ۔
تدبیر سے سب بولی ۔ حیرت کا یہ موقع ہے ۔ تیری ہی کمی ہی کچھ ۔ ورنہ ہوتی ناحق ۔ یون دستخوش تکلیف
جسکی ہو دل افسرده ۔ برداشتہ خاطر ہو ۔ تدبیر کی آنکھوں سے ۔ یہ سنکی بہی آنسو ۔ بولی کہ کمی کیسی ۔
کی حد کی عرق ریزی ۔ محنت کا دقیقہ بھی کوئی نہ اوٹھا رکھا ۔ تقدیر نے پر اتنا بس ۔ ہر طرح برائی کی ۔ دل خون
ہوا میرا ۔ جی چھوٹ گیا آخر ۔ تدبیر سے یہ سنکر سب مشورے والوں نے ۔ تقدیر سے کی منت ۔ سر خم
کیسے قدموں پر ۔ جوڑے ہوئے ہاتھ اپنے ۔ بولی کہ یہ دل خستہ ۔ ناکرده گنہ عاجز ۔ اب رحم کی قابل ہے
قسمت کو ترس آیا ۔ ہنس ہنس کی یہ فرمایا ۔ کہدو کہ کرے مدحت ۔ اونکی سخن نو کی ۔ جسکا کہ [illegible]
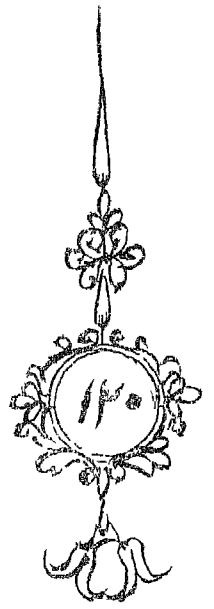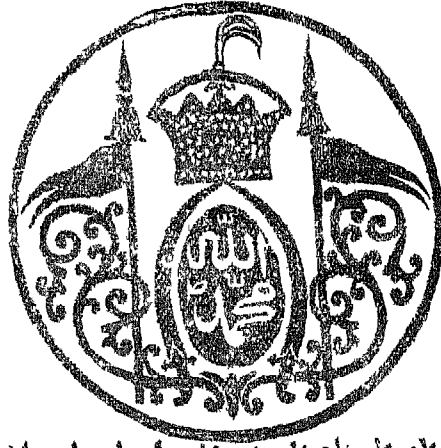
شہرہ ہی سخاوت کا۔ وہ خسروِ باہمت۔ مہرِ فلکِ احسان۔ دریای گہر بخشی۔ خاقان ہنر پرور۔ سلطان سخن سنج
نواب تخلص ہے۔ خود ظلِ الٰہی ہین۔ خامہ ہین بھی اونکی ہے۔ شانِ قلمِ قدرت۔ جب مدح یہ لکھی گا
خدامِ کریم اونکی۔ فی الفور غنی اسکو اکدم مین بنا دینگی۔ تقدیر سی یہ سنکر۔ کچھ جان مین جان آئی۔ اب بگڑی ہی
وہ بدلا۔ سامان نیا پایا۔ دیکھا کہ ہی اک گلشن۔ ہین اوسمین خرامان ہون۔ نہر و نسیمِ فصاحت کے۔ گلزار تر و تازہ
گلہای بلاغت کے۔ پرتو سی شفق گلگون۔ نیرنگِ مضامین کی گھنگھور گھٹا چھائی۔ غنچونکی چٹکنی مین۔ غل نغمۂ تحسین کا۔
گلہای معانی کی آغوش مین اک مصحف۔ دیکھا تو وہ مصحف تھا۔ دیوانِ شہ عادل۔ ہر سطر کی جلوہ سی
آنکھین ہوئین نورانی۔ مین حمد بجا لایا۔ پھر پڑھ کی درود اوسکی۔ محبوب پیمبر پر۔ دیوان کی خوبی کو
دیکھا تو ہوئی حیرت۔ گنجینۂ معنی ہے۔ یا کانِ در مضمون۔ ایمانِ فصاحت ہی۔ یا جانِ سخن گو ہی
لفظونکی تناسب سی۔ معشوقونکی اعضا کو۔ شرمندگی بیحد۔ ہر مصرعِ زیبا ہے۔ محبوب سہی قامت
بندش کی خود آرائی۔ مسجودِ بلاغت ہی۔ کیا طبعِ معلی کو۔ خالق نی رسائی دی ہی۔ ہی عرش فصاحت پر
معراجِ سخن ہر دم۔ نیرنگ مضامین سی۔ ہر سمت طلسم نو۔ اضداد کہین توام۔ ممکن کہین ہی ناممکن۔
نغمہ ہے کہین نوحہ۔ نوحہ کہین افسانہ۔ عیسی ہے کہین قاتل۔ قاتل کہین جان پرور۔ جینا ہی کہین ایذا
مرنا کہین آسایش۔ پیکان انیس دل۔ دل تکیہ گہ ارمان۔ غم عیشِ ابد مدت۔ عیشِ ابدی ماتم۔
بیماری دل صحت۔ صحت مرضِ مہلک۔ تریاقِ عراقی سم۔ سم داروی جان بخشی۔ رفتار کہین محشر
محشر کہین نقشِ پا۔ محراب کہین ابرو۔ کعبہ کہین سنگِ در۔ القصہ کہ حضرت کا۔ ہمسر نہین اک شا
اصطلاح کی گویائی۔ گویا کہ کرامت ہی۔ اردو مین یہ حضرت کا۔ دیوان ہوا [illegible]۔ یا رب رہی
جب دم تک۔ دنیا مین سخن باقی۔ جاہ و حشم و دولت۔ ہر دم ہون ترقی پر۔ عمرِ ابدی مونس
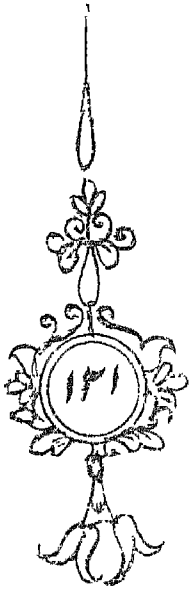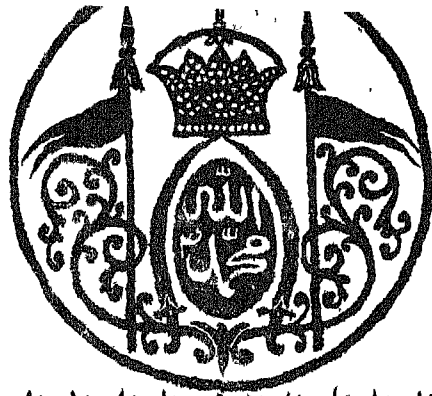
لطفِ صمدی ہمدم ۔ سردارِ زمانیکی ۔ ہر وقت سلامی ہون ۔ حضرت کی غنی کی بہ برائی ہر اک
حسرت ۔ دیوان یہ حضرت کا ۔ اب تاجِ مطابع مین محنت سی جاگو کی ۔ مطبوع ہو چھپکر ۔ ہان اہلِ
بصیرت سی ۔ یہ عرض ہی عاصی کی ۔ سہو بشریت سی ۔ لغزش جو کہین پائین ۔ ازراہِ خطاپوشی

اظہار سے باز آئین

تمت

عمل محمد علی کشمیری